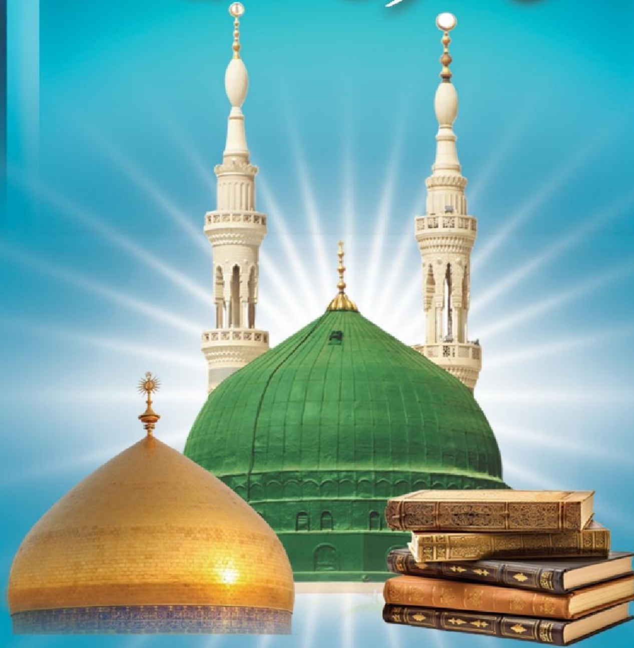


حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت



کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و ما مضی

افکارِ رضا ریسرچ سینٹر (اہلِ سنّت و جماعت)
AFKAR-E-RAZA RESEARCH CENTER

فہرست

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

انتساب وحرفِ سپاس

داماد رسول، شہنشاہِ ولایت، خلیفۂ راشد، شیر خدا، سیدنا علیؓ المرتضٰی

رضی اللہ عنہ کے نام

جن کے موقف اور نظریہ کی یہ کتاب وکیل ہے اور آپ رضی اللہ عنہ

کے روحانی فیض سے مرتب ہوئی۔

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسالہ پر ایک نظر

اس رسالے میں اسلوب یہ اختیار کیا گیا ہے کہ اس عجالہ نافعہ کو دو ابواب میں منقسم کیا گیا ہے۔

پہلے باب میں حدیثِ غدیر اور دوسرے باب میں حدیثِ منزلت پر گفتگو کی گئی ہے۔

پہلے باب کو پنجتن پاک کی نسبت سے پانچ فصلوں میں منقسم کیا گیا ہے۔

پہلی فصل میں پنجتن پاک ہی کی نسبت سے حدیثِ غدیر کی متفرق پانچ سندیں نقل کی گئی ہیں۔

دوسری فصل میں اس حدیث کی اسنادی حیثیت پر گفتگو کی گئی ہے اور اس بات کو طشت از بام کیا گیا ہے کہ روافض و متر فضہ جس حدیث کو اپنے بنیادی عقیدہ کی چوٹی کی دلیل سمجھتے ہیں، اوّلاً تو وہ خبرِ واحد ہے جس سے روافض کے نزدیک کوئی حکم بھی ثابت نہیں ہوتا، چہ جائیکہ اس سے عقیدہ ثابت کیا جاسکے۔ ثانیاً اس حدیث کی صحت ہی مختلف فیہ ہے، کئی جلیل القدر محدثین نے اس کی صحت کا ہی انکار کیا ہے۔ اگرچہ ہمارے نزدیک یہ روایت صحیح نہ سہی کم از کم حسن ضرور ہے۔ اس روایت کے صحیح یا کم از کم حسن ہونے پر تین اقوالِ ائمہ محدثین نقل کیے گئے ہیں۔

تیسری فصل میں اس روایت کے شانِ ورود میں دو اقوال نقل کیے گئے ہیں۔

اس کے بعد چوتھی فصل میں مولیٰ کے مختلف معانی، اطلاقات اور بالخصوص

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

مرادی معنیٰ پر طویل کلام کیا گیا ہے جو کہ اس رسالہ کی تالیف کا بنیادی سبب ہے۔

پانچویں اور آخری فصل میں اس روایت سے خلافتِ بلا فصل ثابت کرنے والے شیعوں کے رکیک استدلالات اور ان کے شافی جواب بھی ذکر کیے گئے ہیں۔

آخر میں ضمناً عیدِ غدیر کی شرعی حیثیت پر مختصراً کلام کیا گیا ہے۔

دوسرے باب میں حدیثِ منزلت، اس کے شانِ ورود میں دو اقوال، روافض و مترفضہ کے رکیک استدلالات، ان کے مُسکِت جوابات اور اس حدیث کے حقیقی مفہوم کی تعیین پر گیارہ علمائے اہلِ سنت کی آراء ذکر کی گئی ہیں۔

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ پاک نے اس جہانِ رنگ و بُو کو پیدا فرمایا، جن و انس کو اپنی عبادت کا مکلف بنایا، اپنے فضل و کرم سے لوگوں کی راہنمائی کے لیے انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا، پھر انبیائے کرام علیہم السلام کی حمایت و نصرت کے لیے مددگار حواری بنائے، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بالخصوص چاروں خلفائے راشدین کی شان و عظمت پر قربان جائیں کہ حضور علیہ السلام کی صحبت و رفاقت کے لیے خود ربِّ کریم نے ان کا انتخاب فرمایا۔

حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:

عن جابر رضی اللہ عنہ ان اللہ اختار اصحابی علی العالمین سوی النبیین و المرسلین و اختار لی من اصحابی اربعۃ، یعنی: ابا بکر و عمر و عثمان و علیا فجعلھم خیر اصحابی[1] (سندہ صحیح)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم کو انبیاء و مرسلین کے علاوہ سارے جہانوں میں سے پسند فرمایا، پھر میرے صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم میں سے میرے لئے چار کو پسند فرمایا یعنی حضرت ابو بکر، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمانِ غنی، حضرت علی المرتضٰی شیرِ خدا رضی اللہ تعالی عنہم اور انہیں میرے بہترین ساتھی قرار دیا۔

اپنے صحابۂ کرام کے فضائل بیان کرتے ہوئے خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالی علیہ

1... کشف الاستار عن زوائد البزار، ج3، ص288

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

وآلہ وسلم نے انہیں معیارِ حق قرار دیا، چنانچہ فرمایا:

عن ابی ھریرۃ تفترق امتی علیٰ ثلاث و سبعین فرقۃ کلھم فی النار الا ملۃ واحدۃ فقالوا من ھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال ما انا علیہ و اصحابی.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسولُ اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی وہ سب دوزخ میں جائیں گے سوائے ایک گروہ کے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم! وہ کون سا گروہ ہو گا؟ رسولُ اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو میری سنت اور میرے صحابہ کے طریقہ کی پیروی کرنے والا ہو گا۔[2]

ایک حدیثِ پاک میں صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو ساری امت سے بہتر قرار دیا۔

عن عمران بن حصینٍ رضی اللہ عنہ مرفوعاً خیرا امتی قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم.

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں بہترین لوگ میرے زمانے کے ہیں پھر جو ان کے بعد ہوں گے پھر جو ان کے بعد ہوں گے۔[3]

ایک مقام پر ارشاد فرمایا:

عن ابی موسیٰ الاشعری مرفوعاً ما من اصحابی یموت بارض الا بعث قائداً و نوراً لھم یوم القیامۃ.

2... سنن الترمذی، ج4، ص381، حدیث:2641

3... صحیح البخاری، ج3، ص171، حدیث:2651

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا صحابی جس جگہ انتقال فرمائے گا، قیامت کے دن اس خطہ زمین (کے لوگوں) کا قائد اور مینارۂ نور کی حیثیت سے اٹھایا جائے گا۔[4]

عن عویم بن ساعدۃ رضی اللہ عنہ ان اللہ اختارنی و اختارلی اصحاباً فجعل لی منھم وزراء و انصاراً و اصھاراً فمن سبھم فعلیہ لعنۃ اللہ و الملئکۃ و الناس اجمعین لایقبل اللہ منہ صرفاً و لاعدلاً (ھذا حدیث صحیح الاسناد)

عُوَیم بن ساعدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ پاک نے مجھے چنا اور میرے لئے میرے رفقاء کو چنا، ان میں سے میرے وزیر مشیر اور رشتہ دار بنائے؛ لہٰذا جس نے ان کی بدگوئی کی تو اس پر اللہ پاک کی، فرشتوں کی اور سارے انسانوں کی لعنت۔ اللہ پاک اس کے کسی فرض و نفل کو قبول نہیں فرمائے گا۔[5]

ذخیرۂ احادیث میں صحابۂ کرام و اہلِ بیتِ عظام کے فضائل پر کثیر مواد موجود ہے، لیکن کبھی اہلِ سنت نے فضائلِ صحابہ پر مروی احادیث کو دلیل بنا کر اہلِ بیت یا اہلِ بیت کی شان پر مرویات کو دلیل بنا کر صحابۂ کرام کی تنقیص نہیں کی۔

لیکن جوں جوں زمانۂ نبوت سے دوری ہوتی جا رہی ہے فتنوں کی تعداد میں روز اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے، رافضیت کی گود میں پلنے والے، سنیت کا لبادہ اوڑھے آیات و احادیث کے نئے نئے مفاہیم اور مطالب تراش کر عقائدِ اہلِ سنت پر قدغن لگا رہے ہیں،

4... سنن الترمذی، ج6، ص171، حدیث: 3865

5... مستدرک علی الصحیحین، ج4، ص833، حدیث: 6715

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

اور عقائدِ ابن سبا پر عقائدِ اہلِ سنت کا لیبل لگا کر عوام الناس کو گمراہ کرنے کی سر توڑ کوشش کر رہے ہیں۔ اب تو یہ منحوس وبا اہلِ سنت کے اسٹیجوں تک پہنچ چکی ہے۔

کچھ لوگ تو با قاعدہ اس مہم جوئی کا حصہ ہیں جبکہ جاہل مقررین اور واعظین کی بہت بڑی تعداد دانستہ ونادانستہ طور پر ان کی سہولت کاری کا کردار ادا کر رہی ہے۔

حدیثِ غدیر (من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ) اور حدیثِ منزلت (ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ۔۔۔) کے حوالہ سے ابتداء سے ہی اہلِ سنت کا یہ نظریہ رہا ہے کہ مذکورہ روایات حضرت علی کی شان و عظمت پر بَیّن دلیل ہیں، لیکن اس سے خلافتِ بلا فصل کا دعویٰ ہر گز ثابت نہیں ہوتا، نہ ہی خلافتِ بلا فصل پر یہ روایات کسی صورت دلیل بن سکتی ہیں۔ سن 35ھ تک تمام اہلِ اسلام کا اس پر اتفاق رہا۔

ان روایات سے خلافتِ بلا فصل کا عقیدہ و نظریہ اخذ کرنے کا موقع پہلی دفعہ مسلم نما یہودی ابنِ سبا کو سن 35ھ میں ملا اور اس کے شاگردوں نے اپنے بدنہاد گُروسے یہ سبق حاصل کر کے دیگر اہلِ اسلام میں اس کا پرچار شروع کر دیا، یہ ساری کاروائی بڑے طویل المیعاد منصوبے کے تحت روبہ عمل لائی گئی اسی روایت کو بنیاد بنا کر حضرت عثمان کی خلافت کو ظالمانہ، حضرت عمر کی قائم کردہ مجلسِ شوریٰ پر انکار و اعتراض اور حضرت صدیقِ اکبر کی خلافت کو بھی معاذ اللہ غاصبانہ قرار دیا گیا۔

عرصہ دراز بعد اس یہودی سازش نے با قاعدہ مذہب کی صورت اختیار کر لی، تقیہ کی آڑ اور ریال کی چمک میں پھیلائی جانے والی یہ بدعقیدگی اور گمراہی اہلِ سنت کی خانقاہوں سے ہوتی ہوئی مدارس تک آ پہنچی، اور اہلِ سنت کو افتراق وانتشار سے دوچار کر دیا اور یہ نزاع واختلاف ختم ہونے کے بجائے روز بروز بڑھتا جا رہا ہے۔

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

ضرورت اس امر کی تھی کہ اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے علمائے اہلِ سنت میدانِ عمل میں آئیں اور بالعموم تمام آیات واحادیث اور بالخصوص حدیثِ غدیر و منزلت کے صحیح معنیٰ اور مفہوم کو عوامِ اہلِ سنت تک پہنچائیں تاکہ آگہی و شعور پیدا ہو اور سبائی ٹولے کی سازشوں سے عوام وخواص کو بچایا جاسکے نیز اس روایت کے مزعومہ مفہوم کی آڑلے کر بالعموم صحابۂ کرام اور بالخصوص خلفائے ثلاثہ پر جو تبرا کیا جاتا ہے، اس کی روک تھام کی جائے۔ بلکہ اب تو اسی روایت کی بنیاد پر دو قدم آگے بڑھ کر انبیاء اور رسلِ ملائکہ پر بھی فضیلتِ حضرت علی رضی اللہ عنہ ثابت کرنے کی کوشش اہلِ سنت کے اسٹیجوں پر بھی کی جانے لگی ہے (معاذ اللہ)، حالانکہ اہلِ سنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ کسی ولی کو نبی پر فضیلت دینا کفر وضلال ہے۔

علامہ سعد الدین تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولا یبلغ ولی درجۃ الانبیاء ۔۔۔ فما نقل عن بعض الکرامیۃ من جواز کون الولی افضل من النبی کفر و ضلال.

ترجمہ: کوئی ولی کسی نبی کے مقام تک نہیں پہنچ سکتا، یہ جو قول کرامیہ سے منقول ہے کہ ولی، نبی سے افضل ہو سکتا ہے، (یہ قول) کفر وضلال ہے۔(6)

لہٰذا ادارہ افکارِ رضا ریسرچ سینٹر نے اس سلسلے میں یہ قدم اٹھایا اور حدیثِ غدیر و منزلت کے صحیح مفاہیم و مصادیق پر یہ مختصر تحقیقی رسالہ تحریر کیا جس میں اکابرینِ امت کے معتبر حوالہ جات سے یہ ثابت کیا کہ ان روایات سے حضرت علی رضی اللہ عنہ

6...شرح العقائد النسفیہ، ج1، ص166، 165

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

کی شان و عظمت تو روزِ روشن کی طرح عیاں ہے لیکن ان سے عقیدۂ خلافت بلا فصل کا پیوند ہر گز ثابت نہیں ہوتا؛

کیونکہ **اولاً** تو یہ روایات خبرِ واحد ہیں اور خبرِ واحد سے عقیدہ کا ثبوت نہیں ہوتا بلکہ علماءِ شیعہ کے نزدیک تو خبرِ واحد سے کسی عمل کا واجب ہونا بھی ثابت نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ کوئی عقیدہ ثابت ہو سکے، جس کے لیے قطعی ثبوت درکار ہوتا ہے۔

جیسا کہ ابو جعفر طوسی نے لکھا ہے:

أخبار الآحاد لا توجب علما عندنا وعند خصومنا وعندنا خاصة لا توجب عملا.

ہمارے نزدیک اور ہمارے خصم (اہلِ سنت) کے نزدیک خبرِ واحد سے علمِ یقینی ثابت نہیں ہوتا، اور خاص ہمارے (اہلِ تشیع کے) نزدیک تو خبرِ واحد سے عمل کا وجوب بھی ثابت نہیں ہوتا۔[7]

ثانیاً عقیدہ کے ثبوت کے لیے حدیثِ متواتر قطعی الثبوت درکار ہوتی ہے، جب کہ حدیثِ غدیر بالیقین متواتر اور قطعی الثبوت نہیں؛ کیونکہ کئی ائمہ محدثین نے اس روایت کو سرے سے نقل ہی نہیں کیا اور کئی عادل اور ثقہ ائمہ محدثین نے تو اس روایت کو مجروح و باطل قرار دیا ہے، اب سوال تو بنتا ہے کہ جب صحتِ روایت میں ہی ائمہ محدثین کو کلام ہے، تو اس روایت کا متواتر ہونا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

جیسا کہ محدث جلیل علامہ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف بن محمد الزیلعی (المتوفی 762ھ) فرماتے ہیں:

وكم من حديث كثرت رواته وتعددت طرقه، وهو حديث ضعيف، كحديث:

7... تلخیص الشافی، ص 325

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

من کنت مولاہ، فعلی مولاہ۔۔۔

ترجمہ: کئی احادیث ایسی ہیں، جن کے راوی کثیر، اور سندیں متعدد ہوتی ہیں، اس کے باوجود وہ حدیثیں ضعیف ہوتی ہیں، جیسے **حدیث:** من کنت مولاہ۔۔۔[8]

ابو عبداللہ حسین بن ابراہیم الہمذانی الجورقانی اس روایت اور اس کے مرکزی راوی شہر بن حوشب سے متعلق فرماتے ہیں:

هذا حديث باطل، لم يروه عن ابي هريرة الا شهر بن حوشب، ولا عنه الا مطر الوراق، قال ابو الحسين القاری: سمعت عمر بن علي، يقول: لم اسمع يحيى بن سعيد، يحدث عن شهر بشيء قط، وقال معاذ بن معاذ: سألت ابن عون عن شهر بن حوشب؟ فقال: منكر الحديث.

ترجمہ: یہ حدیث باطل ہے، (کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس روایت کو بیان کرنے والا صرف شہر بن حوشب ہے اور اس سے صرف مطر الوراق نے روایت کیا ہے۔ ابو الحسین القاری فرماتے ہیں: میں نے عمر بن علی سے سنا ہے کہ فرماتے تھے: میں نے یحیٰی بن سعید کو شہر بن حوشب سے کبھی کچھ بیان کرتے نہیں سنا، معاذ بن معاذ کہتے ہیں کہ میں نے ابن عون سے شہر بن حوشب کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: (یہ شخص) منکر الحدیث ہے۔)[9]

علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

قال ابوبكر بن ثابت اشتهر هذا الحديث برواية حبشون، وقال المؤلف: وهذا

8... نصب الرایہ، ج1، ص360

9... الاباطیل والمناکیر والصحاح والمشاہیر، ج2، ص367

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

حدیث لایجوز الاحتجاج به و من فوقه الی ابی هریرة ضعفاء.

ابو بکر بن ثابت کہتے ہیں کہ یہ حدیث حبشون کی روایت سے مشہور ہے،

ابنِ جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس حدیث کو حجت بنانا جائز نہیں ہے؛ کیونکہ حبشون سے لے کر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (سے پہلے شہر بن حوشب) تک تمام راوی ضعیف ہیں۔(10)

یہ الگ بات ہے کہ ہم اس روایت کو صحیح تسلیم کرتے ہیں اور یہی قول مختار بھی ہے، لیکن خبرِ واحد کو عقیدہ کے اثبات کے لئے دلیل بنانا ہرگز درست نہیں، اور عقیدہ بھی وہ کہ جسے اہلِ تشیع و روافض نہ صرف جزوِ ایمان بلکہ عین ایمان سمجھتے ہیں۔

اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن (المتوفی 1340ھ) فرماتے ہیں:

(من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ) یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں بعض علماء شان نے جو کلام کیا مقبول نہیں، مگر تفضیلیہ یا رافضہ کا مطلب اس سے کچھ نہیں نکلتا۔"(11)

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

حدیث "من کنت مولاہ فعلی مولاہ" کی صحت مختلف فیہ ہے جمہور ائمہ اسے صحیح جانتے اور ابو داؤد صاحبِ سنن و ابو حاتم رازی وغیرہم اجلہ اکابر محدثین جن کی نقادی و امامت و مبصری و جلالت آفتاب نیم روز سے اظہر، اس میں جرح و طعن رکھتے ہیں۔"(12)

ثالثاً شیعی استدلال کا دارومدار اس بات پر ہے کہ مذکورہ روایت میں مولا بمعنیٰ

10... العلل المتناھیہ فی الاحادیث الواھیہ، ج1، ص223

11... مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین، ج1، ص95

12... مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین، ج1، ص177

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

خلیفہ بلا فصل قطعی الدلالت ہے، جب کہ یہ بات قطعاً غلط ہے، خود شیعی اعتراف کے مطابق مولا کے معنیٰ کی تعداد چوبیس تک پہنچتی ہے ان چوبیس معنیٰ میں سے کسی ایک معنیٰ کی تعیین کے لیے قرینہ درکار ہے اور قرینہ کا وجود خود ظن کی دلیل ہے جب روایت متواتر نہیں، قطعی الثبوت نہیں، قطعی الدلالت بھی نہیں تو اس سے بنیادی اور مرکزی عقیدہ کیسے ثابت ہو گا؟

نہ تواتر کا ثبوت، نہ ثبوتِ قطعی، نہ دلالتِ قطعی تو اس سے وہ قطعی عقیدہ کیسے گھڑ لیا گیا جس کی بنا پر معاذ اللہ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مرتد قرار دے کر ان پر سب و شتم اور طعن و تشنیع کو نہ صرف جائز رکھا گیا بلکہ اسے جزوِ ایمان بنا لیا گیا۔

زیرِ نظر رسالہ کے پہلے باب میں فاضل مصنف نے حدیثِ غدیر کے تیسرے پہلو (مولا کے مختلف معانی) اور روافض کے چند رکیک شبہات پر تسلی بخش گفتگو کی ہے اور ناقابلِ تردید دلائل و حوالہ جات سے اس حقیقت کو واضح کیا ہے کہ مولا بمعنیٰ خلیفہ بلا فصل ہرگز ثابت نہیں اور نہ ہی کسی لغت میں مولا کا یہ معنیٰ مذکور ہے، حتّٰی کہ کسی شیعی لغت میں بھی یہ معنیٰ مذکور نہیں۔

عوامِ اہلِ سنت کو چاہیے کہ ایسے محقق علمائے اہلِ سنت و تحقیقی اداروں کے دست و بازو بنیں، ان سے مربوط رہیں، مضبوط رہیں اور ان کی تصنیفات کا بغور مطالعہ فرما کر اپنے ایمان کا تحفظ کریں اور اپنے عقائد پختہ کریں تاکہ اگر شیطان زندگی کے کسی موڑ پر قرآن و حدیث کا نام لے کر ورغلانے یا وسوسہ دلانے کی کوشش کرے تو مضبوط و پائیدار طریقے سے اپنا دفاع کر سکیں، اس کا سب سے بہتر طریقہ یہ ہے کہ بجائے

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

دفاعی پوزیشن اختیار کر کے محض جواب دینے پر اکتفا نہ کریں بلکہ اس من گھڑت عقیدہ بلافصل پر چند بنیادی سوال ان شیطانی آلہ کاروں سے پوچھ لیں کہ

❶ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عملی طور پر خلیفۂ اول بننا اللہ پاک اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا یا نہیں تھا؟

❷ دوسری صورت (عملی طور پر خلیفہ اول بننا معلوم نہ ہونا) تو سراسر باطل ہے کہ اس صورت میں اللہ پاک اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاذ اللہ جاہل ہونا لازم آئے گا جو کہ سراسر کفر ہے۔

پہلی صورت میں دریافت طلب امر یہ ہے کہ جتنی دلیلیں خلافت بلا فصل پر روافض پیش کر رہے ہیں،

❸ کیا ان کا مقصد یہ تھا کہ ہر حال میں امت پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بلا فصل تسلیم کرنا فرض ہے اگرچہ حضرت علی اس سے نفرت و بیزاری کا اظہار کریں؟

❹ یا یہ مراد ہے کہ اگر حضرت علی خلافتِ بلا فصل کا دعویٰ کریں تو امت ان کا ساتھ دے اور ان کی اتباع کرے؟

صاف ظاہر ہے کہ پہلی صورت مراد ہو نہیں سکتی کہ جس چیز کو خود حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے لیے ناپسند کر رہے ہوں، کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ چیز امت پر فرض ہو جائے۔

نیز جب اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا اعلان فرمائیں لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے لیے نہ کوئی عملی اقدام کریں، نہ اس میں

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

کوئی دلچسپی لیں، اس کی تین بنیادی وجوہات ہوسکتی ہیں:

①یا تو بزدلی اور کمزوری کی وجہ سے دعویٰ خلافت نہ کریں یہ ناقابلِ اعتبار و باطل ہے کہ آپ خود فرماتے ہیں: انی واللہ لولقیتھم واحداً وھم طلاع الارض کلھا ما بالیت ولا استوحشت خدا کی قسم ! اگر میں تنِ تنہا دشمن کے مقابلے میں ہوں اور میرے مخالف پورے روئے زمین پر پھیلے ہوں تو میں ان کی کوئی پرواہ کروں گا نہ ذرہ بھر وحشت وگھبراہٹ محسوس کروں گا۔[13]

②یا لوگوں کے طعن و تشنیع سے خوفزدہ ہوکر آپ نے خلافتِ بلا فصل کا اعلان نہ کیا۔

یہ بھی باطل ہے کیونکہ مقبولانِ بارگاہ الٰہی اور مخلص بندوں کی نشانی یہ ہوتی ہے کہ لا یخافون لومۃ لائم یعنی وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت یا طعن و تشنیع سے نہیں ڈرتے، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کی ملامت کے ڈر سے کیسے اعلانِ حق سے گریز کرسکتے ہیں؟

③یا تیسری وجہ یہ ہوسکتی ہے کہ تقیہ کی بنیاد پر آپ نے خلافتِ بلا فصل کا اعلان نہ کیا۔

یہ صورت بھی باطل اور فاسد ہے؛ کیونکہ جہاں آدمی اپنے ایمان کا اظہار نہ کرسکے، علانیہ حق پر عمل نہ کرسکے، اہلِ تشیع کے نزدیک بھی وہاں سے ہجرت کرجانا فرض ہوتا ہے،

جیسا کہ انوارِ نعمانیہ میں نعمت اللہ الجزائری نے لکھا ہے:

13...شرح نہج البلاغہ، ج3، ص120

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

ومن لم یقدر علی ازالتہ عن الملك فکان ینبغی لہ ان یفر عن بلادہ ویطلب بلاد اللہ العریضۃ؛ لان السکنی مع الظالمین ذنب حتی انہ ورد فی الحدیث: لو ان الجعل یبنی بیتاً فی محلۃ الظالمین لعذبہ اللہ بعذابھم

ترجمہ: جو ظلم واستبداد کو ملک سے زائل کرنے پر قادر نہ ہو اس کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ اس علاقے سے بھاگ جائے اور اللہ پاک کے وسیع ملک اور شہروں کو ٹھکانہ بنائے کیونکہ ظالموں کے ساتھ رہنا بھی گناہ ہے یہاں تک کہ حدیث میں وارد ہے کہ اگر غلاظت والا کیڑا بھی اپنی بِل (سوراخ) ظالموں کے محلے میں بنائے گا تو اللہ پاک اسے بھی ان کے ساتھ عذاب میں مبتلا کرے گا۔[14]

جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خلفائے راشدین کے زمانہ اقدس میں مدینہ پاک سے ہجرت نہ فرمائی، بلکہ ان کی خلافت کے زمانہ سے لیکر اپنی خلافت تک بلکہ تادمِ حیات خلفائے ثلاثہ کی عقیدت ومحبت کا دم بھرتے رہے۔ معلوم ہوا کہ جس عقیدہ کو ماننے میں اتنی شرعی خرابیاں لازم آرہی ہوں وہ سبائی عقیدہ تو ہو سکتا ہے لیکن اسلامی عقیدہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اللہ پاک انہیں ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

آخر میں دعاگو ہوں کہ اللہ تعالیٰ فاضل مصنف اور ادارہ ہٰذا کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور یوں ہی عقائدِ اہلِ سنت کے دفاع اور عوام الناس کے تحفظِ عقائد کے لئے دن رات کوشاں رہنے کی توفیق ارزاں فرمائے اور اس کوشش کو اپنی بارگاہ میں بارآور فرمائے۔ آمین ثم آمین یارب العالمین

14…انوار نعمانیہ، ج3، ص226

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

پہلا باب

حدیثِ غدیر

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

پہلی فصل:

حدیثِ غدیر کی مختلف اسناد

پہلی سند:

حدثنا محمد بن بشارٍ، قال: حدثنا محمد بن جعفرٍ، قال: حدثنا شعبة، عن سلمة بن كهيلٍ، قال: سمعت أبا الطفيل يحدث عن أبي سريحة، أو زيد بن أرقم ـ شك شعبة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «من كنت مولاه فعلي مولاه»: «هذا حديث حسن غريب»

حضرت ابو سریحہ یا زید بن ارقم سے روایت ہے، نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں۔ (15)

دوسری سند:

حدثنا عفان، حدثنا حماد بن سلمة، أخبرنا علي بن زيدٍ، عن عدي بن ثابتٍ، عن البراء بن عازبٍ قال: كنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في سفرٍ، فنزلنا بغدير خم، فنودي فينا: الصلاة جامعة، وكسح لرسول الله صلى الله عليه وسلم تحت شجرتين، فصلى الظهر، وأخذ بيد علي رضي الله عنه، فقال: "ألستم تعلمون أني أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟ "قالوا: بلى، قال: "ألستم تعلمون أني أولى بكل مؤمنٍ من نفسه؟ "قالوا: بلى. قال: فأخذ بيد علي فقال: " من كنت مولاه، فعلي مولاه، اللّٰهم وال من والاه، وعاد من عاداه". قال: فلقيه عمر بعد ذلك، فقال له: هنيئًا يا ابن أبي طالبٍ،

15... سنن الترمذی، ج5، ص633، حدیث: 3713

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

أصبحت وأمسيت مولى كل مؤمنٍ ومؤمنةٍ.(16)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ جب خُم تالاب پر اُترے تو ہمارے درمیان ندا دی گئی: "الصلوة جامعة" اور دو درختوں کے نیچے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جگہ صاف کی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز ادا کی اور حضرتِ علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں مؤمنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہوں؟ سب نے کہا: "ہاں" فرمایا: کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مسلمان کا اس کی جان سے زیادہ والی ہوں؟ لوگ بولے "ہاں" تو فرمایا: جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ (دوست) ہیں، الٰہی! جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس کو دشمن رکھ، حضرت علی سے اس کے بعد حضرت عمر ملے، تو فرمایا: اے ابو طالب کے فرزند! مبارک ہو کہ تم صبح وشام (یعنی ہر وقت) ہر مؤمن مرد و عورت کے مولیٰ ہو۔

تیسری سند:

حدثنا أسود بن عامرٍ، أخبرنا أبو إسرائيل، عن الحكم، عن أبي سلمان، عن زيد بن أرقم قال: استشهد على الناس، فقال: أنشد الله رجلًا سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: "اللّٰهم من كنت مولاه فعلي مولاه، اللّٰهم وال من والاه، وعاد من عاداه" قال: فقام ستة عشر رجلًا فشهدوا.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے گواہی لی) فرمایا: میں اس شخص کو اللہ کی قسم دیتا ہوں جس نے نبیِ کریم صلی اللہ

16... مسند احمد، ج30، ص430، حدیث: 18479

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہو: اے اللہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں الٰہی جو ان سے محبت کرے تو اس سے محبت کر اور جو ان سے دشمنی کرے تو اس کو دشمن رکھ، تو سولہ افراد نے کھڑے ہو کر اس فرمان کی گواہی دی۔[17]

چوتھی سند:

حدثنا یحیی بن آدم، حدثنا حنش بن الحارث بن لقیط النخعی الأشجعی، عن ریاح بن الحارث قال: جاء رهط إلى علي بالرحبة فقالوا: السلام عليك يا مولانا. قال: كيف أكون مولاكم وأنتم قوم عرب؟ قالوا: سمعنا رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم غدير خم يقول: من كنت مولاه، فإن هذا مولاه قال رياح: فلما مضوا تبعتهم، فسألت من هؤلاء؟ قالوا: نفر من الأنصار فيهم أبو أيوب الأنصاري.

ریاح بن حارث کہتے ہیں کہ ایک گروہ "رحبہ" کے مقام پر حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا: "السلام عليك يا مولانا" حضرت علی نے فرمایا: میں تمہارا آقا کیسے ہو سکتا ہوں جبکہ تم عرب قوم ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے نبیِ کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو غدیرِ خم کے مقام پر یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ میں جس کا مولیٰ ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں جب وہ لوگ چلے گئے تو میں بھی ان کے پیچھے چل پڑا اور میں نے پوچھا کہ یہ لوگ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ انصاری لوگ ہیں جن میں حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔[18]

17...مسند احمد، ج38، ص218، حدیث:23143

18...مسند احمد، ج38، ص542، حدیث:23563

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

پانچویں سند:

حدثنا الفضل بن دكينٍ، حدثنا ابن أبي غنية، عن الحكم، عن سعيد بن جبير، عن ابن عباسٍ، عن بريدة، قال: غزوت مع علي اليمن، فرأيت منه جفوةً، فلما قدمت على رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكرت عليا، فتنقصته، فرأيت وجه رسول الله صلى الله عليه وسلم يتغير، فقال: "يا بريدة، ألست أولى بالمؤمنين من أنفسهم؟" قلت: بلى يا رسول الله. قال: "من كنت مولاه، فعلي مولاه".

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں یمن میں ایک جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا۔ میں نے ان کی طرف سے ایک بے رُخی دیکھی تو جب میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا تو حضرت علی کا ذکر کیا اور ان کی طرف نقص کی نسبت کی تو میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رخِ انور کا رنگ متغیر ہونے لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے بریدہ! کیا میں مؤمنوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب نہیں ہوں؟ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیوں نہیں، فرمایا: جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں۔(19)

19...مسند احمد، ج38، ص32، حدیث: 22945

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

دوسری فصل:

حدیث کی اسنادی حیثیت

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی فنی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: «ھٰذا حدیث حسن غریب» یعنی یہ حدیث حسن غریب ہے۔[20]

علامہ شمس الدین محمد بن احمد الذہبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 748ھ) اس حدیث کی ایک سند بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں: "ھذا حدیث صحیح" یعنی یہ حدیث صحیح ہے۔[21]

محدثِ جلیل مولانا علی القاری رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی اسنادی حیثیت اور موضوع کہنے والوں کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"وأقل مرتبته أن يكون حسنا فلا التفات لمن قدح في ثبوت هذا الحديث، ثم قول بعضهم إن زيادة: اللّٰهم وال من والاه موضوعة مردودة، فقد ورد ذلك من طرق صحح الذهبي كثيرا منها والله أعلم".

ترجمہ: یہ حدیث کم از کم حسن کے مرتبے میں ہے اور اس شخص کی بات کی طرف کوئی توجہ نہ دی جائے جس نے اس حدیث کے ثبوت پر اعتراض کیا ہے پھر بعض (جیسے ابنِ تیمیہ) کا حدیث کے ان اضافی الفاظ "اللّٰھم وال من والاہ اے اللہ اُس سے محبت فرما جو علی سے محبت کرے" کو موضوع کہنا نا قابلِ قبول ہے کیونکہ یہ الفاظ ایسی اسناد سے مروی ہیں جن میں سے کثیر اسناد کو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح قرار دیا ہے۔[22]

20... سنن الترمذی، ج6، ص79، حدیث: 3713

21... سیر اعلام النبلاء، ج2، ص499

22... مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، 9/3944

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن (المتوفی 1340ھ) فرماتے ہیں: (من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ) یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں بعض علماء شان نے جو کلام کیا مقبول نہیں، مگر تفضیلیہ یا رافضہ کا مطلب اس سے کچھ نہیں نکلتا۔(23)

23... مطلع القمرین فی ابانۃ سبقۃ العمرین، ج1، ص95

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

تیسری فصل:

حدیثِ غدیر کا شانِ ورود

علمائے اسلام فرماتے ہیں کہ جس طرح آیات کا شانِ نزول ہوتا ہے یونہی احادیث کا شانِ ورود ہوتا ہے، حدیثِ غدیر کے دو سببِ ورود بیان کیے گئے ہیں۔

پہلا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ

وقيل: سبب ذلك أن أسامة قال لعلي: لست مولاي، إنما مولاي رسول الله صلى الله عليه.

یعنی حضرتِ اُسامہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تھا کہ آپ میرے مولیٰ نہیں ہیں میرے مولیٰ تو صرف رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر اپنی کمال عنایت کی طرف توجہ دلانے کے لیے فرمایا تھا کہ جس کا میں مولیٰ ہوں علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔)[24]

اسی قول کی مزید وضاحت علامہ ہبۃ اللہ لالکائی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ میں باسند حدیث یوں بیان کرتے ہیں:

قال أبو بسطام مولى أسامة بن زيد:۔۔۔ وقع بين أسامة وبين علي تنازع، قال: فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم. قال: فذكرت ذلك له، فقال: «يا علي، يقول هذا لأسامة، فوالله إني لأحبه». وقال لأسامة: «يا أسامة، يقول هذا لعلي، فمن كنت مولاه فعلي مولاه».

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید کے خادم ابو بسطام بیان کرتے ہیں کہ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان کچھ تنازع تھا، تو میں نے حضور علیہ السلام کی

24... النہایہ فی غریب الحدیث والاثر 5/228

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

بارگاہ میں حاضر ہوکر یہ معاملہ گوش گزار کردیا، تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوکر) فرمایا: اے علی! یہ اسامہ ہیں، خدا کی قسم میں ان سے محبت کرتا ہوں، اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ (کی طرف متوجہ ہوکر) فرمایا: اے اسامہ! یہ علی ہیں، تو جس کا میں مولیٰ ہوں، علی بھی اس کے مولیٰ ہیں۔ [25]

دوسرا سبب بیان کرتے ہوئے **ابو بکر احمد بن حسین البیہقی** رحمۃ اللہ علیہ (**المتوفی 458ھ**) فرماتے ہیں کہ

وھو أنہ لما بعثہ إلی الیمن کثرت الشکاۃ عنہ، وأظھروا بغضہ، فأراد النبی صلی اللہ علیہ وسلم أن یذکر اختصاصہ بہ ومحبتہ إیاہ، ویحثھم بذلك علی محبتہ وموالاتہ وترك معاداتہ، فقال: «من کنت ولیہ فعلی ولیہ»، وفی بعض الروایات: «من کنت مولاہ فعلی مولاہ، اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ»، والمراد بہ ولاء الإسلام ومودتہ، وعلی المسلمین أن یوالی بعضھم بعضًا، ولا یعادی بعضھم بعضًا.... الخ

ترجمہ: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجا تو حضرت علی کے بارے میں اعتراض کرنے والے بڑھ گئے اور انہوں نے کچھ ناپسندیدہ باتیں کی، تب حضور علیہ السلام نے ارادہ فرمایا کہ آپ رضی اللہ عنہ کی شانِ خصوصیت اور ان سے اپنی محبت کا ذکر فرمائیں اور لوگوں کو آپ کی محبت و موالات اور ترکِ معادات پر ابھاریں، تو آپ نے "من کنت ولیہ۔۔۔ یا۔۔۔ من کنت مولاہ۔۔۔" والی حدیث ارشاد فرمائی۔ اور اس (روایت میں ولی یا، مولیٰ) سے مراد **ولاءِ اسلام** (اسلامی تعلق کی بناء پر باہمی محبت) تھی، کیونکہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایک دوسرے سے محبت کریں، اور باہمی نفرتوں کو ختم کریں۔ [26]

25... شرح اصول الاعتقاد، رقم الحدیث: 2640، ج 8، ص 1459

26... کتاب الاعتقاد، ج 1، ص 354

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

چوتھی فصل:

لفظِ مولیٰ کے مختلف معانی و اطلاقات

وقد تكرر ذكر «المولى» في الحديث، وهو اسم يقع على جماعة كثيرة، فهو الرب، والمالك، والسيد، والمنعم، والمعتق، والناصر، والمحب، والتابع، والجار، وابن العم، والحليف، والعقيد، والصهر، والعبد، والمعتق، والمنعم عليه. وأكثرها قد جاءت في الحديث، فيضاف كل واحد إلى ما يقتضيه الحديث الوارد فيه. وكل من ولي أمرا أو قام به فهو مولاه ووليه. وقد تختلف مصادر هذه الأسماء. فالولاية بالفتح، في النسب والنصرة والمعتق. والولاية بالكسر، في الإمارة. والولاء، المعتق والموالاة من والى القوم. ومنه الحديث «من كنت مولاه فعلي مولاه» يحمل على أكثر الأسماء المذكورة.

قال الشافعي رضي الله عنه: يعني بذلك ولاء الإسلام، كقوله تعالى: ذلك بأن الله مولى الذين آمنوا وأن الكافرين لا مولى لهم.

وقول عمر لعلي «أصبحت مولى كل مؤمن» أي ولي كل مؤمن.

لفظِ مولیٰ حدیث میں کئی بار آیا ہے اور یہ بہت سے افراد پر بولا جاتا ہے جیسے رب، مالک، سردار، انعام کرنے والا، مددگار، محب، تابع، پڑوسی (پناہ دینے والا)، چچا کا بیٹا، حلیف (معاہدہ کرنے والا)، عقید (عقد کرنے والا)، سسرالی رشتہ دار، غلام، غلام کو آزاد کرنے والا، جس پر انعام ہوا، اور ان میں سے اکثر معانی حدیث میں وارد ہوئے ہیں۔ پس وارد ہونے والی حدیث ان میں سے جس معنیٰ کا تقاضا کرے گی وہاں وہی معنیٰ مراد لیا جائے گا اور ہر شخص جسے کوئی کام سونپا جائے یا وہ اس کام کو سرانجام دے وہ اس کام کا مولیٰ اور ولی ہوتا ہے ان معانی کے مصادر مختلف ہیں پس وَلایت (واو پر زبر کے ساتھ ہو تو)

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

نسب، مدد، اور آزاد کرنے والا، اور وِلایت (واو کی زیر سے ہو تو) حکومت، وَلاء آزاد کردہ غلام، کے معنٰی میں ہو گا اور مُوالاۃ والی القوم (قوم سے دوستی کرنا) سے بنا ہے۔

اس حدیث "جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں" میں ان معانی میں سے اکثر معانی مراد لئے جاسکتے ہیں۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں اسلامی ولاء[27] مراد ہے جیسے اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ (۱۱)﴾[28]

ترجمہ: یہ اس لیے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے: آپ ہر مومن کے مولیٰ ہو گئے ہیں یعنی ولی (دوست) ہو گئے ہیں۔[29]

علامہ ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 276ھ) حدیث (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) کا مرادی معنٰی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

يريد أن الولاية بين رسول الله صلى الله عليه وسلم وبين المؤمنين، ألطف من الولاية التى بين المؤمنين بعضهم مع بعض، فجعلها لعلى رضى الله عنه، ولو لم يرد ذلك ما كان لعليٍ فى هذا القول فضل، ولا كان فى القول دليل على شىء، لأن المؤمنين بعضهم أولياء بعض۔۔۔۔ ولا فرق بين ولى و مولى.

27... معناه: أن ولاء الإسلام يشتمل على الذى يشتمل كل مسلم من مراعاة حرمة الإسلام فى صون النفس والمال والسلامة فى الآخرة اسلامی ولاء اس چیز پر مشتمل ہے جو ہر مسلمان کو شامل ہے یعنی مال و جان کی حفاظت میں حرمتِ اسلام کی رعایت اور آخرت میں سلامتی۔ (المفاتیح فی شرح المصابیح، 6/314)

28... پ26، محمد: 11

29... مسند احمد، 30/430، حدیث: 18479

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنین کے درمیان محبت مومنین کی آپس میں محبت سے زیادہ لطیف ہے، تو اس خاص محبت کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے قرار دیا ہے پس اگر یہ خاص محبت مراد نہ لی جائے تو اس حدیث میں مولیٰ علی کے لئے کوئی فضیلت ثابت نہیں ہوتی اور نہ ہی یہ فرمان کسی فضیلت پر دلیل بنتا ہے کیونکہ مومنین تو سب آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے ہی ہیں ۔۔۔ اور ولی و مولیٰ کے معنیٰ میں کوئی فرق نہیں۔ (30)

امام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک بن سلمہ الازدی الحجری المصری المعروف امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 321ھ) فرماتے ہیں:

فقال قائل: فما معنى: "من كنت مولاه فعلى مولاه"؟ فقيل له: المولى هاهنا هو الولي، كما قال الله عزوجل: {وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ} [التوبة: 71] فمن كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم وليا كان لعلى كذلك.

"اگر کوئی کہے کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں اس حدیث کا کیا معنیٰ ہے؟ تو اسے کہا جائے گا مولیٰ یہاں ولی (دوست) کے معنیٰ میں ہے جیسے اللہ پاک کا فرمان ہے: ﴿وَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ﴾ ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں (31) پس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوست ہے وہ حضرت علی کا بھی دوست ہے۔" (32)

علامہ ابراہیم بن یوسف المعروف ابن قرقول رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 569ھ) مولیٰ کا

30... تأویل مختلف الحدیث، ص 93

31... پ10، التوبہ: 71

32... شرح مشکل الآثار، ج5، ص 25

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

معنیٰ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

قوله صلى الله عليه وسلم: "مزينة وجهينة موالى" أى: أوليائى المختصون بى، وهذا مثل قوله: "من كنت مولاه فعلى مولاه" أى: وليه، ومنه ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾ أى: لا ولى لهم.

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: مُزَینہ وجُہینہ قبیلے میرے موالی ہیں یعنی میرے خاص پیارے ہیں۔ یہ فرمان ایسے ہی ہے جیسے جس کا میں مولیٰ ہوں علی اس کے مولیٰ ہیں یعنی پیارے ہیں۔ اسی معنیٰ میں اللہ پاک کا فرمان ہے: ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ اَنَّ الْكٰفِرِيْنَ لَا مَوْلٰى لَهُمْ ﴿۱۱﴾ یہ اس لیے کہ مسلمانوں کا مولیٰ اللہ ہے اور کافروں کا کوئی مولیٰ نہیں۔[33]

علامہ شہاب الدین فضل اللہ بن حسن تور بشتی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 661ھ) حدیثِ غدیر میں مذکور لفظِ مولیٰ کے متفرق معانی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

المولى ينصرف من وجوه: يستعمل فى ابن العم، قال الله تعالى۔ {وإنى خفت الموالى من ورائى}، وفى المعتق، ومصدره الولاية. وفى المعتق، ومصدره الولاء. وفى المحب وفى الجار وفى الناصر وفى الصديق وفى المأوى وفى الذى يسلم على يدى رجل، وفى المولاة. والأصل فى الجميع القرب.

وقد اختلف أقاويل أهل التأويل فى هذا الحديث [فمنهم: من] كنت أتولاه فعلى يتولاه، وقيل: من كان يتولانى فعلى يتولاه.

مولیٰ کئی معانی میں استعمال ہوتا ہے چچا کا بیٹا، معتق، جس کا مصدر ولایت ہے اور

33... مطالع الانوار علی صحاح الآثار، ج6، ص208

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

معتق، جس کا مصدر ولاء ہے اور محب، پڑوسی (پناہ دینے والا)، مددگار، دوست، پناہ دینے والا، اور جس کے ہاتھ پر کسی نے اسلام قبول کیا ہو اور موالات کے معنیٰ میں استعمال ہوتا ہے اور ان سب معانی میں قُرب کا معنیٰ پایا جاتا ہے۔ شارحین کے اس حدیث کے معنیٰ میں مختلف اقوال ہیں جیسے:

(1): جس سے میں محبت کرتا ہوں علی رضی اللہ عنہ بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔

(2): جو مجھ سے محبت کرتا ہے علی رضی اللہ عنہ اس سے محبت کرتے ہیں۔(34)

امام ابو الحسن علی بن ابراہیم المعروف ابن عطار رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 724ھ) لفظِ مولیٰ کا معنیٰ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وأما قوله صلى الله عليه وسلم: "من كنت مولاه، فعلي مولاه"، من كنت ناصره ومؤازره، فعلي كذلك.

بہر حال نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں" کا مطلب ہے جس کا میں حامی و مددگار ہوں علی بھی اس کے حامی و مددگار ہیں۔(35)

عظیم محدث علامہ علی بن سلطان القاری الحنفی رحمۃ اللہ علیہ حدیثِ مذکور کی شرح کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

قوله: "من كنت مولاه فعلي مولاه"، قال الحافظ أبو موسى: أي: من كنت أتولاه فعلي يتولاه؛ يعني: من كنت أحبه فعلي رضي الله عنه يحبه، وقيل: من كان يتولاني فعلي يتولاه.

34...المیسر فی شرح مصابیح السنہ للتوربشتی، 4/1325

35...العدۃ فی شرح العمدۃ لابن العطار، ج1، ص171

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

حافظ ابو موسیٰ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں: یعنی جس سے میں محبت کرتا ہوں علی بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے علی بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔[36]

علامہ شرف الدین حسین بن عبد اللہ الطیبی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 743ھ) فرماتے ہیں:

أقول: لا يستقيم أن تحمل الولاية على الإمامة التي هي التصرف في أمور المؤمنين، لأن المتصرف المستقل في حياته صلى الله عليه وسلم هو هو صلى الله عليه وسلم لا غير، فيجب أن يحمل على المحبة وولاء الإسلام ونحوهما.

میں کہتا ہوں: ولایت کو خلافت یعنی مومنین کے امور میں تصرف کرنے پر محمول نہیں کرسکتے کیونکہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیاتِ مبارکہ میں مومنین کے امور میں مستقل تصرف کا اختیار آپ کو ہی حاصل تھا نہ کہ کسی اور کو اس لئے ولایت سے محبت اور اسلامی وَلاء اور ان جیسے معنیٰ مراد لینا ضروری ہے۔[37]

علامہ سراج الدین ابو حفص عمر بن علی المعروف ابن ملقن رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 804ھ) کی طرف سے حدیثِ مذکور کی تشریح یوں کی گئی:

"أي من كنت ناصره ومؤازره فعلي كذلك"

یعنی جس کا میں حامی و مددگار ہوں علی بھی اس کے حامی و مددگار ہیں۔[38]

علامہ محمد بن عز الدین عبد اللطیف بن عبد العزیز المعروف ابنِ فرشتہ (المتوفی: 854ھ) کا بیان:

36... مرقاۃ المفاتیح، ج6، ص314

37... شرح المشکوۃ للطیبی، 12/3884

38... الاعلام بفوائد عمدۃ الاحکام، 1/635

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

"معناه: من كنت أتولاه فعلي يتولاه؛ من الولي ضد العدو"

اس کا مطلب ہے جس سے میں محبت کرتا ہوں علی بھی اس سے محبت کرتے ہیں۔ مولیٰ، ولی (دوست) سے بنا ہے، اس کا متضاد لفظ عدو (دشمن) ہے۔[39]

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان: قيل، معناه: من كنت أتولاه فعلي يتولاه من الولي ضد العدو أي: من كنت أحبه فعلي يحبه، وقيل معناه: من يتولاني فعلي يتولاه، كذا ذكره شارح من علمائنا.

ایک قول یہ ہے کہ اس کا معنیٰ ہے جس سے میں محبت کرتا ہوں علی بھی اس سے محبت کرتے ہیں اور یہ لفظ وَلی (دوست) سے ماخوذ ہے، جس کا متضاد لفظ عدو (دشمن) ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ جو مجھ سے محبت کرتا ہے علی بھی اس سے محبت کرتے ہیں اسی طرح ہمارے علماء میں سے ایک شارح نے بیان کیا۔[40]

من کنت مولاہ حدیث کی تشریح بزبان اہلِ بیت

شیخ الاسلام علامہ ابن حجر ہیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 947ھ) ابو نعیم اصفہانی کے حوالہ سے حضرت حسن مثنی سے روایت نقل فرماتے ہیں:

"اخرج ابونعيم عن الحسن المثنى بن الحسن السبط انه لما قيل له ذلك اى ان خبر من كنت مولاه فعلي مولاه نص فى امامة علي فقال اما والله لويعني النبى صلى الله عليه وسلم بذلك الإمارة والسلطان لأفصح لهم به فان رسول الله صلى الله عليه وسلم كان انصح الناس للمسلمين ولقال لهم ايها الناس هذا ولي امرئ والقائم

39...شرح المصابیح لابن الملک، ج6، ص439

40...مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، 9/3937

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

علیکم بعدی فاسمعوا له واطیعوا ما کان من هذا شیء فوالله لئن کان الله ورسوله اختار علیا لهذا الأمر والقیام به للمسلمین من بعده ثم ترك علی امر الله ورسوله ان یقوم به او یعذر فیه الی المسلمین ان کان اعظم الناس خطیئة لعلی اذ ترك امر الله ورسوله الله صلی الله علیه وسلم وحاشاه من ذلك".

ابو نعیم حسن المثنی بن حسن السبط سے بیان کیا ہے کہ جب آپ کو حدیث (من کنت مولاہ فعلی مولاہ) بتائی گئی کہ یہ حضرت علی کی امامت پر نص ہے تو آپ نے کہا کہ خدا کی قسم! اگر حضور علیہ السلام اس سے امارت یا بادشاہی مراد لیتے تو اس سے کہیں زیادہ فصیح الفاظ میں لوگوں کو بتاتے بلکہ آپ یوں فرماتے: اے لوگو! یہ میر اولی الامر اور میرے بعد تمہارا حاکم ہے، پس اس کی بات سنو اور اطاعت کرو، مگر ایسی کوئی بات نہیں۔

خدا کی قسم! اگر اللہ پاک اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے بعد اس کام کے لیے اور مسلمانوں کی حاکمیت کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو منتخب کرتے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم پر عمل کرنا ترک کر دیتے یا مسلمانوں کے پاس معذرت کرتے تو وہ اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو ترک کرنے کی وجہ سے بڑے خطاکار ہوتے۔ مگر وہ ایسی باتوں سے بہت بلند ہیں۔(41)

مزید فرماتے ہیں:

وفی روایة ولو کان هذا الأمر کما تقول وأن الله اختار علیا للقیام علی الناس لکان علی أعظم الناس خطیئة أن ترك أمر رسول الله صلی الله علیه وسلم ولم یقم به فقال الرجل ألم یقل رسول الله صلی الله علیه وسلم من کنت مولاه فعلی مولاه فقال الحسن أما والله

41...الصواعق المحرقہ، ج1، ص118، 119

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

لوعنی به القيام على الناس والإمرة لأفصح به وافصح عنه كما افصح عن الصلاة والزكاة ولقال أيها الناس إن عليا ولي أمركم من بعدي والقائم في الناس بأمري فلا تعصوا أمره.

ایک روایت میں ہے کہ (حضرت حسن مثنیٰ نے فرمایا): اگر یہ بات ایسے ہی ہے جیسے تو کہتا ہے کہ اللہ پاک نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لوگوں کی حاکمیت کے لئے چنا تو حکمِ رسول کو ترک کرنے اور اس پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے خود حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے خطاکار ہوئے۔ (معاذاللہ)

تو اس آدمی نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا: "من کنت مولاہ فعلی مولاہ"؟ تو امام حسن مثنیٰ نے کہا: خدا کی قسم! اگر اس سے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مراد امارت یا حاکمیت ہوتی تو اس سے فصیح تر الفاظ میں یہ بات بیان فرماتے۔ جیسے نماز اور زکوٰۃ کو فصیح الفاظ میں بیان کیا گیا ہے بلکہ آپ لوگوں کو اس طرح فرماتے: اے لوگو! حضرت علی رضی اللہ عنہ میرے بعد تمہارے ولی الامر اور حاکم ہوں گے۔ اس لئے ان کی نافرمانی نہ کرنا۔ (لیکن حضور علیہ السلام نے ایسا کچھ نہ فرمایا، لہٰذا مولیٰ سے خلیفہ یا امیر مراد لینا خواہ مخواہ کا تکلف ہے)۔[42]

علامہ عبد الرؤوف مناوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1031ھ) مذکورہ روایت میں مولیٰ کا مرادی معنیٰ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

(من كنت مولاه) أي وليه وناصره

ترجمہ: جس کا میں مولا یعنی دوست و مددگار ہوں۔[43]

علامہ ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن عبد البر القرطبی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 463ھ)

42...الصواعق المحرقہ ج1، ص119

43...التیسیر بشرح الجامع الصغیر، ج2، ص442

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

حدیثِ غدیر میں مذکور لفظِ مولیٰ سے ثبوتِ خلافت کی نفی بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

وأما قوله صلى الله عليه وسلم: "من كنت مولاه فعلى مولاه"، فمحتمل للتأويل؛ لأن المولى يحتمل وجوها في اللغة، أصحها أنه الولي والناصر، وليس في شيء منها ما يدل على أنه استخلفه بعده ولا ينكر فضل على مؤمن، ولا يجهل سابقته وموضعه من رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن دين الله عالم.

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان: "جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی رضی اللہ عنہ بھی مولیٰ ہیں" اس میں تاویل کا احتمال ہے کیونکہ لغت میں مولیٰ کے کئی معنیٰ ہیں ان میں سے صحیح ترین معنیٰ دوست و مددگار کے ہیں اوراس کے معانی میں کوئی بھی ایسا معنیٰ نہیں ہے جو اس بات پر دلالت کرے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنایا ہے جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا کوئی مومن منکر نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے دین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام ومرتبے سے بھی کوئی عالم ناواقف نہیں۔(44)

مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں:

"مولیٰ کے بہت معنیٰ ہیں: دوست، مددگار، آزاد شدہ غلام، آزاد کرنے والا مولیٰ۔ اس کے معنیٰ خلیفہ یا بادشاہ نہیں۔ یہاں بمعنیٰ دوست محبوب ہے یا بمعنیٰ مددگار اور واقعی حضرت علی مسلمانوں کے دوست بھی ہیں اور مددگار بھی اس لئے آپ کو مولیٰ علی کہتے ہیں، رب فرماتا ہے: ﴿فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِيْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

44...التمہید لابن عبد البر، ج14، ص79

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

شیعہ کہتے ہیں کہ مولیٰ بمعنیٰ خلیفہ ہے اور اس حدیث سے لازم ہے کہ بجز حضرت علی کے خلیفہ کوئی نہیں آپ خلیفہ بلا فصل ہیں مگر یہ غلط ہے چند وجہ سے:

ایک یہ کہ مولیٰ بمعنیٰ خلیفہ یا بمعنیٰ اولیٰ بالخلافت کبھی نہیں آتا، بتاؤ اللہ تعالیٰ اور حضرت جبریل کس کے خلیفہ ہیں؟ حالانکہ قرآن مجید میں انہیں مولیٰ فرمایا: "فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَ جِبْرِیْلُ"۔

دوسرے یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے خلیفہ نہیں پھر من کنت مولاہ کے کیا معنیٰ ہوں گے؟

تیسرے یہ کہ حضرت علی حضور کی موجودگی میں خلیفہ نہ تھے حالانکہ حضور نے اپنی حیات شریف میں یہ فرمایا پھر مولیٰ بمعنیٰ خلیفہ کیسے ہو گا؟

چوتھے یہ کہ اگر مان لیں کہ مولیٰ بمعنیٰ خلیفہ ہی ہے تو بھی بلا فصل خلافت کیسے ثابت ہو گی؟ واقعی آپ خلیفہ ہیں مگر اپنے موقعہ اپنے وقت میں۔

پانچویں یہ کہ اگر یہاں مولیٰ بمعنیٰ خلیفہ ہوتا تو جب سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار سے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: "الخلافة فی القریش۔" خلافت قریش میں ہے، تم لوگ چونکہ قریش نہیں لہٰذا تم امیر نہیں بن سکتے وزیر بن سکتے ہو، اس وقت حضرت علی نے یہ واقعہ لوگوں کو یاد کیوں نہ کرا دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو مجھے خلافت دے گئے میرے سوا کوئی خلیفہ نہیں ہو سکتا بلکہ آپ خاموش رہے اور تینوں خلفاء کے ہاتھ پر باری باری بیعت کرتے رہے۔

معلوم ہوا کہ آپ کی نظر میں بھی یہاں مولیٰ بمعنیٰ خلیفہ نہ تھا۔

چھٹے یہ کہ حضور کے مرضِ وفات میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جناب علی

Www.Facebook.Com/ SyedKamran786

رضی اللہ عنہ سے کہا: چلو حضور سے خلافت اپنے لیے لے لو۔ حضرت علی نے انکار کیا کہ میں نہیں مانگوں گا ورنہ حضور مجھے ہر گز نہ دیں گے۔(45)

اگر یہاں مولیٰ بمعنیٰ خلیفہ تھا تو یہ مشورہ کیسا؟

ساتویں یہ کہ خلافت کے لیے روافض کے پاس نص قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت چاہیے یہ حدیث نہ تو قطعی الثبوت ہے کہ حدیث واحد ہے نہ قطعی الدلالت کہ مولیٰ کے بہت معنیٰ ہیں اور مولیٰ بمعنیٰ خلیفہ کہیں نہیں آتا۔(46)

علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمہ کا نظریہ

علامہ عبد المصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ روافض کے شبہ اور اس کا رد لکھتے ہوئے رقم طراز ہیں:

بعض شیعہ صاحبان نے اس موقع پر لکھا ہے کہ غدیرِ خم کا خطبہ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خلافت بلا فصل کا اعلان تھا مگر اہلِ فہم پر روشن ہے کہ یہ محض ایک تُک بندی کے سوا کچھ بھی نہیں کیونکہ اگر واقعی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے خلافتِ بلا فصل کا اعلان کرنا تھا تو عرفات یا مِنٰی کے خطبوں میں یہ اعلان زیادہ مناسب تھا جہاں ایک لاکھ سے زائد مسلمانوں کا اجتماع تھا نہ کہ غدیرِ خم پر جہاں یمن اور مدینہ والوں کے سوا کوئی بھی نہ تھا۔(47)

45...اشعۃ وکتب احادیث

46...مراۃ المناجیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج8، ص353، 354

47... سیرت مصطفی، ج1، ص535

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

پانچویں فصل:

بعض شبہاتِ رکیکہ کا رد بلیغ

علامہ نور الدین ابو الحسن علی بن سلطان المعروف ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 1014ھ) حدیثِ غدیر کو خلافتِ بلا فصل پر دلیل بنانے والوں کے چند شبہات اور ان کے جوابات دیتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

تمسكت الشيعة أنه من النص المصرح بخلافة على رضى الله عنه حيث قالوا: معنى المولى: الأولى بالإمامة، وإلا لما احتاج إلى جمعهم كذلك، هذا من أقوى شبههم، ودفعها علماء أهل السنة بأن المولى بمعنى المحبوب وهو - كرم الله وجهه - سيدنا وحبيبنا، وله معان أخر تقدمت، ومنه الناصر وأمثاله، فخرج عن كونه نصا فضلا عن أن يكون صريحا ولو سلم أنه بمعنى الأولى بالإمامة، فالمراد به المال، وإلا لزم أن يكون هو الإمام مع وجوده عليه السلام فتعين أن يكون المقصود منه حين يوجد عقد البيعة له، فلا ينافيه تقديم الأئمة الثلاثة عليه لانعقاد إجماع من يعتد به حتى من على ثم سكوته عن الاحتجاج به إلى أيام خلافته قاض على من له أدنى مسكة بأنه علم منه أنه لا نص فيه على خلافته عقب وفاته عليه السلام مع أن عليا - كرم الله وجهه - صرح نفسه بأنه صلى الله عليه وسلم لم ينص عليه ولا على غيره، ثم هذا الحديث مع كونه آحادا مختلف فى صحته، فكيف ساغ للشيعة أن يخالوا ما اتفقوا عليه من اشتراط التواتر فى أحاديث الإمامة؟ ما هذا إلا تناقض صريح وتعارض قبيح.

شیعہ اس روایت کو دلیل بناتے ہیں کہ یہ حضرت علی کی خلافت (بلا فصل) پر واضح نص ہے کہ یہاں مولیٰ اَولیٰ بالامامت یعنی خلافت کے زیادہ حقدار کے معنیٰ میں ہے

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

ورنہ صحابہ کرام کو اس طرح جمع کر کے حدیث بیان کرنے کی حاجت نہ ہوتی یہ ان کے شُبہات میں سے قوی ترین شبہ ہے جس کا علمائے اہلسنت یہ جواب دیتے ہیں کہ مولیٰ بمعنیٰ محبوب ہے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم بلاشبہ ہمارے آقا و محبوب ہیں مولیٰ کے اور بھی معنیٰ ہیں جو پہلے (نہایہ کی عبارت میں) گزر چکے ہیں جن میں مددگار اور اس کی مثل دیگر معانی بھی ہیں پس یہ حدیث حضرت علی کی خلافت پر نص ہونے سے بھی نکل گئی ہے چہ جائیکہ اسے صریح نص قرار دیا جائے اور اگر مولیٰ کو اَولیٰ بالامامت یعنی خلافت کا زیادہ حق دار کے معنیٰ میں بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس سے مستقبل میں خلیفہ بننا مراد ہو گا ورنہ لازم آئے گا کہ حضرت علی حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں بھی خلیفہ ہوں (جبکہ ایسا ممکن نہیں) پس متعین ہو گیا کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ جب ان کی خلافت پر بیعت منعقد ہو جائے گی (تو یہ خلیفہ ہوں گے) تو ان سے پہلے تین خلفاء کا ہونا اس حدیث کے منافی نہیں ہے کیونکہ ان کی خلافت پر قابلِ اعتماد افراد کا اجماع ہے حتیٰ کہ حضرتِ علی کا بھی اس اجماع میں شامل ہونا ثابت ہے پھر حضرت علی کا اپنے دورِ خلافت تک اس حدیث کو (اپنی خلافت بلا فصل کی) دلیل بنانے سے خاموشی اختیار کرنا بھی ہر اُس شخص پر حجت ہے جس میں تھوڑی سی بھی عقل ہے کہ وہ اس خاموشی سے جان جائے گا کہ اس روایت میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت علی کی خلافت پر کوئی نص (دلیل) موجود نہیں بلکہ حضرت علی نے خود اس بات کو واضح طور پر بیان کیا ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خلافت اور نہ ہی کسی اور کی خلاف پر صراحت کی ہے پھر اس حدیث کے خبرِ واحد ہونے کے ساتھ ساتھ اس کی صحت میں بھی اختلاف ہے پھر شیعہ کے لئے یہ بات کیسے جائز ہو سکتی

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

ہے کہ وہ خلافت کے متعلق اپنی ہی اس متفقہ شرط یعنی خلافت کے ثبوت کے لئے احادیث کے متواتر ہونے کی مخالفت کریں، پس یہ تو صریح تناقض اور قبیح تعارض ہے۔[48]

چوتھی صدی کے عظیم بزرگ ابو بکر احمد بن محمد الخلال رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 311ھ) مولیٰ بمعنیٰ خلیفہ مراد لینے کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

أحمد بن الفرج أبو عتبة الحمصي قال: ثنا جعفر بن عون، قال: ثنا الفضل بن مرزوق، قال: سمعت الحسن بن حسن وسأله رجل: ألم يقل رسول الله صلى الله عليه وسلم: «من كنت مولاه فإن عليا مولاه» قال: بلى، أما والله لو يعني بذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم الإمارة والسلطان لأفصح لهم، وما كان أحد أنصح للمسلمين من رسول الله صلى الله عليه وسلم، لقال لهم: أيها الناس، إن هذا ولي أمركم، والقائم لكم من بعدي فاسمعوا له وأطيعوا، والله ما كان وراء هذا شيء، والله إن كان الله ورسوله اختارا عليا لهذا الأمر والقيام للمسلمين به من بعده، ثم ترك علي ما اختار الله له ورسوله أن يقوم به حتى يعذر فيه إلى المسلمين إن كان أحد أعظم ذنبا ولا خطيئة من علي إذ ترك ما اختار الله له ورسوله حتى يقوم فيه كما أمره الله ورسوله.

ترجمہ: فضل بن مرزوق کہتے ہیں میں نے امام حسن بن حسن کو فرماتے سنا: جب ان سے ایک شخص نے سوال کیا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد نہیں فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں، اللہ کی قسم! اگر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد سے حکومت و خلافت مراد لی ہوتی تو ضرور اسے اپنے صحابہ سے واضح طور پر بیان فرما دیتے کیونکہ کوئی شخص بھی رسول اللہ صلی اللہ

48...مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، 9/3944

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

علیہ وسلم سے زیادہ مسلمانوں کا خیر خواہ نہیں ہو سکتا تو (اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس فرمان سے خلافت مراد لیتے) تو ضرور ان سے فرماتے: اے لوگو! میرے بعد یہ تمہارے معاملات کے ولی اور منتظم ہیں ان کی بات سننا اور اطاعت کرنا، اللہ کی قسم اس کے علاوہ کوئی اور بات نہیں، اللہ کی قسم! اللہ و رسول نے اگر حضرت علی کو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کا خلیفہ منتخب کیا ہوتا اور معاملات سپرد کئے ہوتے پھر حضرت علی اپنے لئے اللہ و رسول کی منتخب کردہ خلافت کو چھوڑ دیتے یا اس بارے میں مسلمانوں سے معذرت کر لیتے تو حضرت علی سے بڑا گنہگار و خطاکار کوئی نہ ہوتا۔[49]

حدیثِ غدیر کو خلافتِ بلافصل پر دلیل بنانے والے بے وقوفوں کے بعض شبہات کا رد کرتے ہوئے علامہ ابو بکر الباقلانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 403ھ) فرماتے ہیں:

بقوله من كنت مولاه فعلى مولاه لأن النبى صلى الله عليه وسلم قررهم على وجوب طاعته وأنه أولى بهم من أنفسهم ثم قال بعد قوله لهم ألست أولى بالمؤمنين من أنفسهم فمن كنت مولاه فعلى مولاه فأوجب لعلى من وجوب الطاعة والانقياد له وأنه أولى بهم ما أوجبه لنفسه يقال لهم لا يجب ما قلتم لأن ما أثبته لنفسه من كونه أولى بهم ليس هو من معنى ما أوجبه لعلى بسبيل لأنه قال من كنت مولاه فعلى مولاه فأوجب الموالاة لنفسه ولعلى وأوجب لنفسه كونه أولى بهم منهم بأنفسهم وليس معنى أولى من معنى مولى فى شىء لأن قوله مولى يحتمل فى اللغة وجوهًا ليس فيها معنى أولى فلا يجب إذا عقب كلام بكلام ليس من معناه أن يكون معناهما واحدًا.

ألا ترون أنه لو قال ألست نبيكم والمخبر لكم بالوحى عن ربكم وناسخ شرائع من

49… السنۃ لابی بکر بن الخلال ج2، ص350

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

كان قبلكم ثم قال فمن كنت مولاه فعلى مولاه لم يوجب ذلك أن يكون قد أثبت لعلى من النبوة وتلقى الوحى ونسخ الشرائع على لسانه ما أوجبه فى أول الكلام لنفسه ولا أمر باعتقاد ذلك فيه من حيث ثبت أنه ليس معنى نبى معنى مولى فكذلك إذا ثبت أنه ليس معنى أولى معنى مولى لم يجب أن يكون قد أثبت لعلى ما أثبته لنفسه وإنما دخلت عليهم الشبهة من حيث ظنوا أن معنى مولى معنى أولى وأحق وليس الأمر كذلك.

فإن قالوا ولم أنكرتم أن يكون معنى مولى معنى أولى قيل لهم لأن هذا الذى تدعونه لغة ولا يجوز ثبوته إلا بتوقيف من أهلها عليه بنقل يوجب العلم مثله وينقطع العذر به ومتى لم نجد ذلك فى اللغة كما ادعيتم بطل ما قلتموه كما أنه إذا لم يكن معنى مولى معنى نبى لم يجب إثبات النوبة لعلى بمثل هذا الكلام.

فإن قالوا ما أنكرتم أن يكون معنى قوله مولى معنى معنى أولى فى اللغة بدلالة قوله تعالى مأوكم النار هى مولكم يريد أولى بكم وبدلالة قول النبى صلى الله عليه وسلم "ايما امرأة نكحت بغير إذن وليها فنكاحها باطل" يريد بغير إذن مولاها المالك لأمرها وبدلالة قول الأخطل:

فأصبحت مولاها من الناس كلهم   وأحرى قريش أن تهاب وتحمدا

يقول أصبحت وليها فجعل مولاها بمعنى وليها يقال لهم ليس فيما ذكرتموه ما يدل على أن معنى مولى معنى أولى لأن قوله هى مولكم المراد به مكانهم وقرارهم وكذلك فسره الناس وأما قوله بغير إذن وليها فليس وليها من مولاها فى شىء لأن أبا المرأة واخوتها وبنى عمها أولياؤها وليسوا بموالٍ لها وإن كان ولى الأمة مولى لها لأنه لم يكن مولى لها من حيث كان وليها لأن ما ذكرناه ولى وليس بمولى وقول الأخطل فأصبحت

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

مولاها إنما اراد ناصرها والحامی عنها لأن المولی یکون بمعنی الناصر وکان عبد الملك بن مروان إذ ذاك أقدر علی نصرها وأشدها تمکنا من ذلك فلهذا قال وأحری قریش أن تهاب وتحمدا أی إنك أقدرها علی إعزاز ونصرة وإجلال وإهابة وإذا کان ذلك کذلك بطل ماقلتم.

وعلی أنه لو ثبت أن معنی مولاه معنی أولی وإن کان محتملا لوجوه أخر لم یجب أن یکون المراد بقوله فمن کنت مولاه فعلی مولاه من کنت أولی به وإن نسق بعض الکلام علی بعض وکان ظاهره یقتضی ذلك لدلیل صرفه عما یقتضیه وهو أن الأمة مجمعة علی أن النبی صلی الله علیه وسلم أوجب ما أوجبه بقوله (ما کنت مولاه فعلی مولاه) فی وقت وقوع هذا القول فی طول أیام حیاة النبی صلی الله علیه وسلم فلو کان إنما أثبت له الولایة علیهم وجعله أولی بهم وألزمهم طاعته والانقیاد لأوامره لوجب أن یکون قد أثبته إماما وأوجب الطاعة له آمرا وناهیا فیهم مع وجوده سائر مدته صلی الله علیه وسلم فلما أجمعت الأمة علی فساد ذلك وإخراج قائله من الدین ثبت أنه لم یرد به فمن کنت مولاه من کنت أولی به ولم یرد بقوله فعلی مولاه أنه أولی به.

ویدل علی ذلك أیضا ویؤکده ما یروونه من قول عمر أصبحت مولای ومولی کل مؤمن فأخبر أنه قد ثبت کونه مولی له ولکم مؤمن فلم ینکر ذلك النبی صلی الله علیه وسلم فدل أنه قد أثبت له فی ذلك الوقت ما أثبته لنفسه ولیس هو الولایة علیهم ولزوم طاعتهم له فهذه دلالة تصرف الکلام عن مقتضاه لو کان معنی مولی معنی أولی وکان نسق الکلام یقتضی ذلك فسقط ما تعلقوا به.

فإن قالوا فما معنی مولی عندکم وما الذی أثبته النبی صلی الله علیه وسلم

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

بهذا الكلام لعلى وقصد به قيل لهم أما معنى مولى فإنه يتصرف على وجوه فمنها المولى بمعنى الناصر ومنها المولى بمعنى ابن العم ومنها المولى بمعنى الموالى المحب ومنها المولى بمعنى المكان والقرار ومنها المولى بمعنى المعتق المالك للولاء ومنها المولى بمعنى المعتق الذى ملك ولاءه ومنها المولى بمعنى الجار ومنها المولى بمعنى الصهر ومنها المولى بمعنى الحلف فهذا جميع ما يحتمله قوله مولى.

وليس من معنى هذه اللفظة أن المولى إمام واجب الطاعة قال الله تعالى فى المولى بمعنى الناصر {وإن تظاهرا عليه فإن الله هو مولاه وجبريل وصالح المؤمنين} يعنى ناصره وقال الأخطل:

فأصبحت مولاها من الناس كلهم   وأحرى قريش أن تهاب وتحمدا

أى فأصبحت ناصرها وحامى ذمارها

وأما المولى بمعنى ابن العم فمشهور

قال الله تعالى {وإنى خفت الموالى من ورائى} يعنى بنى العم قال الفضل بن العباس بن عتبة بن أبى لهب يخاطب بنى أمية:

مهلا بنى عمنا مهلا موالينا   لا تنبتوا بيننا ما كان مدفونا

لا تحسبوا أن تهينونا ونكرمكم   وأن نكف الأذى عنكم وتؤذونا

الله يعلم أنا لا نحبكم   ولا نلومكم ألا تحبونا

وأما المولى بمعنى المعتق والمعتق فأظهر من أن يكشف يقال فلان مولى فلان يعنى معتقه ومالك ولائه وفلان مولى لفلان يراد به معتق له وأما المولى بمعنى الموالى المحب فظاهر فى اللغة يقال فلان مولى فلان أى محب له وولى له وقد روى فى قول النبى

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

صلی اللہ علیہ وسلم (مزینة وجهینة وأسلم وغفار موالی الله ورسوله) أی محبون موالون لهما.

وأما المولی بمعنی الجار فمعروف فی اللغة قال مربع بن دعدعة وکان جاور کلیب ابن یربوع فأحسنوا جواره:

جزی الله خیرا والجزاء بکفه　　کلیب بن یربوع وزادهم حمدا

هم خلطونا بالنفوس وألجموا　　إلی نصر مولاهم مسومة جردا

أی إلی نصر جارهم

وأما المولی بمعنی الصهر فمعروف أیضا قال أبو المختار یزید بن قیس الکلابی فی ظلامته إلی عمر فی أمرائه:

فلا تنسین النافعین کلیهما　　وهذا الذی فی السوق مولی بنی بدر

وکان الرجل صهرا لبنی بدر

وأما المولی بمعنی الحلیف فمذکور أیضا قال بعض الشعراء:

موالی حلف لا موالی قرابة　　ولکن قطینا یعصرون الصنوبرا

فأما ما قصد به النبی صلی الله علیه وسلم بقوله (من کنت مولاه فعلی مولاه) فإنه یحتمل أمرین أحدهما من کنت ناصره علی دینه وحامیا عنه بظاهری وباطنی وسری وعلانیتی فعلی ناصره علی هذا السبیل فتکون فائدة ذلك الإخبار عن أن باطن علی وظاهره فی نصرة الدین والمؤمنین سواء والقطع علی سریرته وعلو رتبته ولیس یعتقد ذلك فی کن ناصراً للمؤمنین بظاهره لأنه قد ینصر الناصر بظاهره طلب النفاق والسمعة وابتغاء الرفد ومتاع الدنیا فإذا أخبر النبی صلی الله علیه وسلم أن نصرة

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

بعض المؤمنين في الدين والمسلمين كنصرته هو صلى الله عليه وسلم قطع على طهارة سريرته وسلامة باطنه وهذه فضيلة عظيمة.

ويحتمل أيضا أن يكون المراد بقوله فمن كنت مولاه فعلى مولاه أى من كنت محبوبا عنده ووليا له على ظاهرى وباطنى فعلى مولاه أى إن ولاءه ومحبته من ظاهره وباطنه واجب كما أن ولائى ومحبتى على هذا السبيل واجب فيكون قد أوجب موالاته على ظاهره وباطنه ولسنا نوالى كل من ظهر منه الإيمان على هذه السبيل بل إنما نواليهم فى الظاهر دون الباطن.

فإن قيل فما وجه تخصيصه بهذا القول وقد كان عندكم فى الصحابة خلق عظيم ظاهرهم كباطنهم قيل له يحتمل أن يكون بلغة صلى الله عليه وسلم قدح قادح فيه أو ثلب ثالب أو أخبر أن قوما من أهل النفاق والشراة سيطعنون عليه ويزعمون أنه فارق الدين وحكم فى أمر الله تعالى الآدميين ويسقطون بذلك ولايته ويزيلون ولاءه فقال ذلك فيه لينفى ذلك عنه فى وقته وبعده لأن الله تعالى لو علم أن عليا سيفارق الدين بالتحكيم أو غيره على ما قرف به لم يأمر نبيه أن يأمر الناس باعتقاد ولايته ومحبته على ظاهره وباطنه والقطع على طهارته وهو يعلم أنه يختم عمله بمفارقة الدين لأن من هذه سبيله فى معلوم الله تعالى فإنه لم يكن قط وليا لله ولا ممن يستحق الولاية والمحبة وفى أمر رسول الله صلى الله عليه وسلم بموالاة على على ظاهره وباطنه دليل على سقوط ما قرفه أهل النفاق والضلال به.

فإن قالوا فإذا كان هذا هو الذى أراده فلم لم يقل على مؤمن الظاهر والباطن نقى السريرة وخاتم لعمله بالبر والطاعة فيزيل الإشكال قيل لهم ليس لنا الاعتراض

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

على النبى صلى الله عليه وسلم فى تخير الألفاظ ولعله أوحى إليه أن إذاعة هذا الكلام وجمع الناس له وتقديم التقرير لوجوب طاعته لطف لعلى عليه السلام وأنه أجمع للقلوب على محبته وموالاته فلا سؤال علينا في ذلك.

ثم يقال لهم فلو كان الرسول صلى الله عليه وسلم إنما أراد بهذا القول النص عليه فلم لم يقل هذا إمامكم بعدى الواجبة طاعته فاسمعوا له وأطيعوا فيزيل الوهم والإشكال فكل شيء أجابوا به فهو جواب لهم فيما سألوا عنه.

قاضی ابو بکر محمد بن طیب بن محمد بن جعفر بن القاسم باقلانی مالکی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی: 403ھ) فرماتے ہیں:

اعتراض

اگر منکر شیعہ یہ کہیں کہ حضرت علی کی خلافت پر نص (یعنی جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں) موجود ہے جس کا تم انکار کرتے ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام سے اپنی اطاعت کے وجوب اور اس بات کا اقرار کروایا کہ میں تمہاری جانوں سے زیادہ تمہارا حق دار ہوں پھر اس کے بعد ارشاد فرمایا: "کیا میں مومنوں کا ان سے زیادہ حقدار نہیں ہوں؟ تو جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علیٰ مولا ہیں" پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی اطاعت و فرمانبرداری کا وجوب اور وہ چیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے ثابت کی اس کا حضرت علی کو صحابہ سے زیادہ حقدار قرار دیا۔

جواب

شیعہ کو جواباً کہا جائے گا: جو تم کہہ رہے ہو (وہ اس حدیث) سے ثابت نہیں ہوتا

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

کیونکہ جو معنیٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے ثابت کیا یعنی صحابہ کرام کی جانوں سے زیادہ ان کا حقدار ہونا اس معنیٰ کو حضرت علی کے لئے ثابت کرنے کی کوئی صورت ہی نہیں بنتی کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کا میں مولیٰ (دوست) ہوں علی اس کے مولیٰ (دوست) ہیں تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے اور حضرت علی کے لئے مَوالاۃ (دوستی) کو ثابت کیا اور صرف اپنے لئے مومنوں کی جانوں سے زیادہ حقدار ہونا ثابت کیا اور اَولیٰ کے معنیٰ کو مولیٰ کے معنیٰ سے کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ لغت میں مولیٰ کے کئی معنیٰ ہیں مگر ان میں اَولیٰ کا معنیٰ داخل نہیں ہے پھر ایک کلام کے بعد دوسرا کلام کرنا جو پہلے کلام کا ہم معنیٰ نہ ہو اس سے دونوں کا ہم معنیٰ ہونا ثابت نہیں ہوتا تو کیا تم غور نہیں کرتے کہ اگر حضور علیہ السلام اس طرح فرماتے: کیا میں تمہارا نبی اور تمہارے رب کی طرف سے آنے والی وحی کی خبر دینے والا اور تم سے پہلے کی شریعتوں کو منسوخ کرنے والا نہیں ہوں؟ اور اس کے بعد فرماتے: تو جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں تو اس فرمان سے یہ ثابت نہ ہوتا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے لئے اپنی زبانِ مبارک سے وہ کچھ ثابت کر دیا ہے جو کلام کے پہلے حصے میں اپنے لئے ثابت کیا ہے یعنی نبی ہونا، وحی کا نازل ہونا اور شریعتوں کو منسوخ کرنے والا ہونا اور اس کلام میں ایسا اعتقاد رکھنے کا کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا اس لئے کہ یہ بات ثابت ہے کہ جو معنیٰ لفظِ نبی کا ہے وہ لفظِ مولیٰ کا نہیں، تو اسی طرح جب یہ ثابت ہو گیا کہ جو معنیٰ لفظِ اَولیٰ کا ہے وہ لفظِ مولیٰ کا نہیں تو یہ بات ثابت ہو گئی کہ جو بات نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے ثابت کی ہے وہی حضرت علی کے لئے ثابت نہیں کی ہے اور یہ شبہ شیعہ کو فقط اس وجہ سے ہوا ہے کہ انہوں نے مولیٰ کا معنیٰ اَولیٰ اور اَحَقّ

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

(زیادہ حق دار) سمجھ لیا ہے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔

اعتراض

اگر شیعہ کہیں کہ آپ مولیٰ کا معنیٰ اَولیٰ کیوں نہیں مانتے؟

جواب

تو ان سے کہا جائے گا کہ جس بات کا تم دعویٰ کر رہے ہو (مولیٰ بمعنی اَولیٰ) یہ لغت کی بات ہے اور اس کا ثبوت اہلِ زبان کی لغت سے ایسی نقل پر ہی موقوف ہے جو اس جیسے معنیٰ کو یقینی طور پر ثابت کر دے اور عذر ختم کر دے اور جس معنیٰ کا تم دعویٰ کر رہے ہو جب ہم نے اسے لغت میں نہیں پایا تو تمہارا دعویٰ خود ہی باطل ہو گیا۔ جیسے مولیٰ کا معنیٰ لغت میں نبی نہیں ہے تو اس طرح کے کلام سے حضرت علی کے لئے نبوت ثابت نہیں ہو سکتی (ایسے ہی مولیٰ سے اَولیٰ کا معنیٰ بھی ثابت نہیں ہو سکتا)۔

اعتراض

اگر شیعہ اعتراض کریں کہ تم لوگ اس کا انکار نہ کرو کہ مولیٰ کا معنیٰ اولیٰ نہیں ہے کیونکہ اللہ پاک کے فرمان: ﴿مَاْوٰىكُمُ النَّارُ ؕ هِیَ مَوْلٰىكُمْ﴾ تمہارا ٹھکانا آگ ہے وہ تمہاری رفیق ہے (50) میں مولیٰ سے مراد اَولیٰ ہے یعنی دوزخ تمہارے زیادہ لائق ہے اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان "جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کرے اس کا نکاح باطل ہے" اس میں ولی سے مراد اس کا مولیٰ ہے جو اس کے معاملے کا مالک ہے۔ اور اخطل (شاعر) کے شعر:

50...پ27، الحدید:15

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

فأصبحت مولاها من الناس كلهم

وأحرى قريش أن تهاب وتحمدا

سب لوگ اس کے مولیٰ ہو گئے اور قریش تعظیم و توقیر اور تعریف کئے جانے کے زیادہ لائق ہے۔ یعنی اس کے ولی ہو گئے تو اخطل نے مولیٰ سے اولیٰ مراد لیا ہے۔

جواب

ان کو کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے ذکر کیا اس میں ایسی کوئی دلیل نہیں جو اس بات پر دلالت کرے کے مولیٰ کا معنیٰ اَولیٰ ہے کیونکہ اللہ پاک کے فرمان میں ﴿مَأْوٰىكُمُ النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ﴾ سے مراد تمہارا مکان وٹھکانہ ہے، مفسرین نے اس کی اسی طرح تفسیر کی ہے اور حدیثِ پاک میں موجود عورت کے ولی کو اس کا مولیٰ (مالک و آقا) ہونے سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ عورت کا والد، بھائی اور چچا کے بیٹے اس کے ولی تو ہوتے ہیں مگر اس کے مالک (اولیٰ) نہیں ہوتے اگرچہ باندی کا ولی اس کا مالک ہی ہوتا ہے مگر وہ اس باندی کا مالک (اولیٰ) اس کے ولی ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتا کیونکہ جو رشتے ہم نے ذکر کئے ہیں وہ ولی تو ہیں مگر اس کے مالک نہیں ہیں۔

اور اخطل کے شعر میں اس نے مولیٰ سے حامی و مددگار مراد لیا ہے کیونکہ مولیٰ کا معنیٰ مددگار ہوتا ہے۔

اور عبد الملک بن مروان اس وقت ان کی مدد پر زیادہ قادر اور تمکن رکھتا تھا اس لئے اخطل نے کہا کہ قریش اس اعزاز اور تعریف کے زیادہ لائق ہیں یعنی تم ان کی عزت، مدد، تعظیم اور توقیر کرنے پر زیادہ قادر ہو تو جب معاملہ ایسا ہے تو تمہارا اعتراض بھی باطل ہو گیا۔

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

اور بالفرض مولیٰ کا معنیٰ اَولیٰ ثابت بھی ہو جائے اگرچہ یہ کئی اور معنیٰ کا احتمال رکھتا ہے پھر بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ من کنت مولاہ۔۔۔ والی حدیث میں مولیٰ بمعنیٰ اَولیٰ ہے اگرچہ کلام (حدیث) کا بعض حصہ بعض پر مرتب ہو اور وہ بظاہر اس معنیٰ کا تقاضا بھی کرے، اس دلیل کے سبب جو اس کو ظاہری تقاضے سے پھیر دیتی ہے اور وہ دلیل پوری امت کا اجماع ہے کہ اس حدیث سے جو بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ثابت کی ہے وہ اپنی حیاتِ ظاہری کی مدت میں بھی ثابت کی ہے پس اگر آپ نے مومنوں پر حضرت علی کی خلافت ثابت کی ہوتی اور حضرت علی کو اس کا زیادہ حق دار قرار دیا ہوتا اور ان پر حضرت علی (کے خلیفہ ہونے کے سبب) ان کے حکم کی اطاعت و فرمانبرداری واجب کی ہوتی تو اس سے یہ ثابت ہوتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیاتِ ظاہری میں حضرت علی کو امام (خلیفہ) بنایا اور ان کے احکام و نواہی کی اطاعت واجب قرار دی حالانکہ امت اس معنیٰ کے فساد اور اس کے قائل کے دین سے نکل جانے پر متفق ہے تو ثابت ہوا کہ اس فرمان من کنت مولاہ میں مولیٰ سے اَولیٰ مراد نہیں ہے تو فعلی مولاہ میں بھی مولاہ سے اَولیٰ مراد نہیں اور اس بات کی تائید حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کے فرمان: "آپ میرے اور ہر مومن کے مولیٰ ہوگئے" سے بھی ہوتی ہے کیونکہ آپ نے اس فرمان میں یہ خبر دی ہے کہ آپ میرے اور ہر مومن کے مولیٰ ہوگئے ہیں اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں فرمایا۔ پس ثابت ہوا کہ حدیثِ پاک میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو معنیٰ حضرت علی کے لئے ثابت کیا وہی اپنے لئے کیا اور وہ معنیٰ ان پر ولایت و اطاعت کا لزوم نہیں ہے۔ پس اگر بالفرض مولیٰ کا معنیٰ اَولیٰ بھی ہوتا اور کلام کی ترتیب اس کا تقاضا بھی کرتی تو یہی اجماعِ امت اس کو ظاہری معنیٰ سے

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

پھیرنے کی دلیل تھی، لہٰذا شیعہ کی دلیل ساقط ہو گئی۔

اعتراض

اگر شیعہ کہیں کہ پھر تمہارے نزدیک مولیٰ کا کیا معنیٰ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں حضرت علی کے لیے کیا ثابت کیا اور کس چیز کا قصد فرمایا ہے؟

جواب

ان سے کہا جائے گا کہ مولیٰ کے کئی معنیٰ ہیں، ان میں سے مولیٰ بمعنیٰ مددگار، چچا کا بیٹا، محب، مکان و ٹھکانہ، غلام آزاد کرنے والا جو اس غلام کی ولاء کا مالک ہوتا ہے، اور آزاد کیا ہوا غلام جو ولاء کا مالک ہو، پڑوسی (پناہ دینے والا)، سسرالی رشتہ دار، معاہدہ کرنے والا۔ تو لفظِ مولیٰ ان سب معانی کا احتمال تو رکھتا ہے مگر لفظِ مولیٰ کا معنیٰ واجب الاطاعت امام (خلیفہ) نہیں ہوتا۔

اللہ پاک کہ اس فرمان میں مولیٰ بمعنیٰ مددگار ہے: ﴿وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَیْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۚ وَ الْمَلٰٓىِٕكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ(۴)﴾ اور اگر ان پر زور باندھو تو بے شک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔(51)

اور اخطل کہ شعر میں بھی مولیٰ بمعنیٰ حامی و مددگار ہے۔

(اس کے بعد مصنف نے مولیٰ کے مذکورہ دیگر معانی کے شواہد ذکر کئے اور پھر فرمایا) اور مولیٰ بمعنیٰ محب و دوست کے متعلق نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: مُزنیہ، جُہینہ، اسلم، اور غفار (قبیلے) اللہ و رسول کے موالی ہیں یعنی محب و دوست ہیں۔

51...پ28، التحریم:4

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

بہر حال اس حدیث "جس کا میں مولیٰ ہوں اس کے علی مولیٰ ہیں" میں نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد دو معنیٰ ہو سکتے ہیں:

(1): جس کے دین پر میں ظاہری وباطنی اور سری وعلانیہ طور پر مدد گار وحامی ہوں تو علی بھی اس کے اسی طرح (ظاہری وباطنی اور سری وعلانیہ طور پر) مدد گار ہیں، پس اس حدیث کا فائدہ حضرتِ علی کے ظاہر وباطن کا دین ومومنین کی مدد میں ایک جیسا ہونے اور ان کے باطن کے ستھرا ہونے اور بلند رُتبہ ہونے کی یقینی خبر دینا ہے کیونکہ بظاہر دین کے مدد گار کے متعلق یقینی اعتقاد نہیں رکھا جاسکتا کہ وہ دین کا مدد گار ہے کیونکہ بظاہر مدد کرنے والا کبھی منافقت، ریا اور مقام ومرتبے ودنیاوی مال ومتاع کا طلب گار ہوتا ہے تو جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر دے دی کہ بعض مومنین (یعنی حضرتِ علی رضی اللہ عنہ) کا دین ومسلمانوں کی مدد کرنا (خالص اللہ پاک کی رضا کے لئے) ہے جیسے میرا (دین ومسلمانوں کی) مدد کرنا (خالص اللہ پاک کی رضا کے لئے) ہے تو آپ نے ان کی باطنی طہارت اور سلامتی کی یقینی خبر دے دی اور یہ بہت بڑی فضلیت ہے۔

(2): یہ احتمال بھی موجود ہے کہ اس فرمان "جس کا میں مولیٰ ہوں" سے مراد یہ ہو کہ جو میرے ظاہر وباطن کو محبوب وپیارا جانتا ہے "تو علی اس کے مولیٰ ہیں" یعنی حضرت علی کے ظاہر وباطن سے پیار ومحبت کرنا واجب ہے جیسے میرے ظاہر وباطن سے پیار ومحبت واجب ہے پس نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے ظاہر اور باطن سے محبت کو واجب قرار دیا ہے جبکہ ہم ایمان کا اظہار کرنے والے ہر شخص سے ایسی محبت نہیں کرتے بلکہ اس سے ظاہری محبت کرتے ہیں نہ کہ باطنی۔

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

اعتراض

اگر یہ کہا جائے کہ اس فرمان میں حضرت علی کی کیا خصوصیت ہے ؟ کیونکہ تمہارے نزدیک تو صحابہ کرام کی بہت بڑی تعداد ہے جن کا ظاہر و باطن ایک جیسا ہے ؟

جواب

تو اس کا جواب یہ ہے کہ ممکن ہے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کی شان میں کسی کے طعن یا عیب جوئی کی خبر پہنچی ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے متعلق (غیب کی) خبر دی ہو کہ منافقین اور شریر لوگ آئندہ ان کی شان میں طعنہ زنی کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ وہ دین سے نکل گئے ہیں اس لیے کہ انہوں نے اللہ کے حکم میں حَکَم مقرر کیا ہے اس وجہ سے وہ ان کی خلافت کو ختم کرنے اور ان کی محبت مٹانے کی کوشش کریں گے تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ فرمان ارشاد فرمادیا تاکہ اس وقت اور بعد میں بھی حضرت علی سے اس طعن و تشنیع کی نفی ہو جائے کیونکہ اگر علمِ الٰہی میں یہ بات ہوتی کہ حضرتِ علی عنقریب حَکَم مقرر کرنے یا ان پر لگائے جانے والے کسی اور اِلزام کے سبب دین سے نکل جائیں گے اور ان کا خاتمہ دین سے نکلنے کی حالت میں ہو گا تو اللہ پاک اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہرگز نہ دیتا کہ وہ لوگوں کو اس بات کا حکم دیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا اعتقاد رکھیں اور ان کے ظاہر و باطن سے محبت کریں اور ان کی پاکیزگی کو یقینی جانیں کیونکہ جس کا حال اللہ پاک کے علم میں ایسا ہو وہ کبھی بھی اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا اور نہ ہی دوستی و محبت کا مستحق ہوتا ہے، جبکہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ظاہر و باطن سے محبت رکھنے کا حکم دینا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ منافقین و گمراہوں کے الزامات سے بری ہیں۔

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

اعتراض

اگر شیعہ یہ اعتراض کریں کہ اگر اس حدیث سے یہی مراد تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف کیوں نہ فرمادیا تھا کہ علی رضی اللہ عنہ ظاہر و باطن میں مومن ہیں اور ان کا باطن پاک وصاف ہے اور ان کا خاتمہ بھلائی و اطاعت پر ہو گا تاکہ اشکال ہی ختم ہو جاتا۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ کا انتخاب فرمانے پر اعتراض کرنے کا ہمیں کوئی حق حاصل نہیں اور شاید اللہ پاک نے آپ کو وحی فرمائی ہو کہ اس کلام کی تشہیر کرنا اور اس کے لئے لوگوں کو جمع کرنا نیز اپنی اطاعت کے وجوب کو پہلے بیان کرنا حضرت علی رضی اللہ عنہ پر لطف و کرم ہے اور یہ انداز لوگوں کے دلوں میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیار و محبت کو زیادہ بڑھانے والا ہے لہٰذا ان الفاظِ حدیث کے بارے میں ہم پر اعتراض نہیں کیا جاسکتا۔

پھر شیعہ سے کہا جائے گا کہ تمہارے بقول اگر یہ فرمانِ رسول حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نص ہے تو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف کیوں نہ فرمایا کہ میرے بعد یہ تمہارے واجب الاطاعت امام (خلیفہ) ہیں، ان کی بات سننا اور اطاعت کرنا تاکہ (کسی اور کی خلافت کا) وہم و اشکال ہی ختم ہو جاتا تو جو ان کا جواب ہو گا وہی ان کے پوچھے گئے سوال کے متعلق ہمارا جواب ہو گا۔(52)

52... تمہید الاوائل وتلخیص الدلائل، ص450

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

عیدِ غدیر منانے کی شرعی حیثیت

جیسا کہ سابقہ گفتگو سے معلوم ہوا کہ رافضی حدیثِ غدیر کو عقیدۂ خلافتِ بلا فصل کی پہلی اور بنیادی کڑی خیال کرتے ہیں، اسی باطل نظریے کی ترویج و اشاعت کے لیے روافض کی طرف سے حاکم معزالدولہ کے ڈیرہ پر ایک مجلس منعقد کی گئی اور مشورہ ہوا کہ اس واقعہ کو بطورِ عید منایا جائے، یوں تاریخِ اسلام میں پہلی دفعہ 18 ذوالحجہ 352 ہجری کو بغداد میں حاکم معزالدولہ کے حکم پر بطورِ عید منایا گیا اور اس کا نام عیدِ غدیر رکھا گیا۔ محرم الحرام میں رائج بدعات و خرافات (سینہ کوبی، زنجیر زنی، ماتم وغیرہ) کو رواج بھی اسی دور میں دیا گیا جو آج تک چلتا آرہا ہے۔

فإن أكثر المؤرخين يتفقون على أن أول من احتفل بعيد الغدير،كانوا هم سلاطين بنى بويه فى منتصف القرن الرابع الهجرى، حيث يتفق كل من شهاب الدين النويرى فى كتابه نهاية الإرب فى فنون الأدب، وتقى الدين المقريزى فى كتابه المواعظ والاعتبار، على أن أول من اعتبر ذكرى الغدير عيداً يحتفل فيه الشيعة، كان معز الدولة على بن بويه فى عام 352هـ.

ترجمہ: اکثر مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ چوتھی صدی ہجری کے نصف میں بنو بویہ کے (رافضی) بادشاہوں نے سب سے پہلے عید غدیر منائی۔ شہاب الدین نویری اپنی کتاب "نہایۃ الارب فی فنون الادب" اور تقی الدین مقریزی اپنی کتاب "المواعظ و الاعتبار" میں یہ دونوں متفق ہیں کہ سب سے پہلے جس نے 352ھ میں عیدِ غدیر کا اہتمام کیا جسے شیعہ جمع ہو کر مناتے ہیں وہ معزالدولۃ علی بن بویہ تھا۔

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

ابنِ اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

فی ھذہ السنۃ عاشر المحرم، أمر معز الدولۃ الناس أن یغلقوا دکاکینھم، ویبطلوا الأسواق والبیع والشراء، وأن یظھروا النیاحۃ، ویلبسوا (قبابًا عملوھا) بالمسوح، وأن یخرج النساء منشرات الشعور، مسوداتِ الوجوہ، قد شققن ثیابھن، یدرن فی البلد بالنوائح، ویلطمن وجوھھن علی الحسین بن علی ۔ رضی اللہ عنھما، ففعل الناس ذلك، ولم یکن للسنۃ قدرۃ علی المنع منہ لکثرۃ الشیعۃ ; ولأن السلطان معھم.

وفیھا فی الثامن عشر ذی الحجۃ، أمر معز الدولۃ بإظھار الزینۃ فی البلد، وأشعلت النیران بمجلس الشرطۃ، وأظھر الفرح، وفتحت الأسواق باللیل، کما یفعل لیالی الأعیاد فعل ذلك فرحًا بعید الغدیر، یعنی غدیر خم، وضربت الدبادب والبوقات، وکان یومًا مشھودًا.

ترجمہ: اس سال عشرۂ محرم میں معز الدولہ نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ غمِ حسین رضی اللہ عنہ میں اپنی دکانیں بند کریں اور بازاروں میں چھٹی منائیں اور خرید و فروخت ترک کر دیں اور اس دن سرِعام نوحہ کریں اور مسوح سے بنے ہوئے قبے پہنیں اور عورتیں اپنے بال کھول کر اور چہرے کالے کر کے نکلیں اور اپنے کپڑے پھاڑیں اور پورے شہر میں نوحہ کرتی ہوئی چکر لگائیں اور اپنے چہرے پیٹیں، پس لوگوں نے ایسا ہی کیا اور شیعہ کی کثرت کی وجہ سے اہلِ سنت انہیں اس کام سے منع نہ کر سکے کیونکہ بادشاہ بھی ان کے ساتھ تھا۔

اور اس سال اٹھارہ ذوالحجۃ کو معز الدولہ نے پورے شہر میں زیب و زینت کے اظہار کا حکم دیا اور سرکاری مجلسوں میں الاؤ روشن کئے گئے اور خوشی کا اظہار کیا گیا اور

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

رات کے وقت بھی بازار کھولے گئے جیسے عید کی راتوں میں کھلے ہوتے ہیں اور یہ سب کام عیدِ غدیر یعنی غدیرِ خم کی خوشی منانے کے لئے کئے گئے اور خوب ڈھول و باجے بجائے گئے اور کثیر لوگ جمع ہوئے۔(53)

ابنِ کثیر دمشقی لکھتے ہیں:

أمر معزالدولة بن بويه بإظهار الزينة في بغداد وأن تفتح الأسواق بالليل كما في الأعياد، وأن تضرب الدبادب والبوقات، وأن تعشل النيران في أبواب الأمراء وعند الشرط، فرحًا بعيد الغدير - غدير خم - فكان وقتاً عجيباً مشهوداً، وبدعة شنيعة ظاهرة منكرة.

ترجمہ: معزالدولہ بن بویہ نے بغداد میں عیدِ غدیر یعنی غدیرِ خم کی خوشی منانے کے لئے زیب و زینت کے اظہار، چاند راتوں کی طرح رات کو بازار کھولنے اور ڈھول باجے بجانے اور امراء کے دروازوں اور پولیس چوکیوں پر آگ جلانے۔۔۔ کا حکم دیا اور وہ بڑا عجیب وقت اور کثیر اجتماع تھا اور یہ بڑی واضح بری و ناجائز بدعت ہے۔(54)

مذکورہ بالا تین حوالہ جات سے یہ بات اظہر من الشمس ہو گئی کہ عیدِ غدیر کا تہوار روافض کا خاص مذہبی شعار ہے، اور ان کے باطل نظریے کی ترویج و اشاعت کے لیے اس کو رواج دیا گیا، نیز اس تہوار کو منانے کے لیے خاص اس تاریخ کا انتخاب کیا گیا جو امیر المومنین عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کا یومِ شہادت ہے؛ اس لیے اہلِ سنت کو ان خرافات سے اجتنابِ کلی لازم ہے۔

53...ابن الاثیر، ابوالحسن، الکامل فی التاریخ، ج7، ص245

54...ابن کثیر، البدایہ والنھایہ، ج11، ص276

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

نیز جو لوگ اہلِ سنت کا لبادہ اوڑھ کر، عقیدتِ اہلِ بیت کی شیلڈ میں روافض کی ان خرافات کا دفاع کر رہے ہوتے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ حضور علیہ السلام نے بدمذہبوں کی مشابہت اختیار کرنے والوں کو بھی انہی کے زمرے میں داخل فرمایا ہے۔

چنانچہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من تشبہ بقومٍ فھو منھم

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے گا وہ بھی انہی میں سے ہے۔(55)

امیدِ واثق ہے کہ مذکورہ روایت پر جس قدر کلام کر دیا گیا ہے مُنْصِف مزاج کے لیے کافی اور مخالفین کے دعووں کی قلعی کھولنے کے لیے وافی ہو گا، لہٰذا ان دعائیہ کلمات پر اپنے قلم کی لگام کو کھینچتے ہیں۔

اللّٰھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ ولا تجعلہ متلبساً علینا فنضل، واجعلنا للمتقین اماماً. آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس

55... سنن ابی داود، ج4، ص204، حدیث: 4031

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

دوسرا باب

حدیثِ منزلت

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

تمہیدی کلمات

رافضہ و مترفضہ کی الٹی کھوپڑی دیکھیے کہ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ راشدہ کے متعلق ائمہ طاہرین کی سند کے ساتھ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واضح اور غیر مبہم ارشاد خود اہلِ تشیع کی معتبر ترین کتابوں سے دکھایا جائے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

"أن أبا بكر يلي الخلافة من بعدي" یعنی میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہیں۔[56]

اور اہلِ تشیع کی معتبر ترین کتاب تفسیر امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ اور تفسیر صافی وغیرہ کی تصریحات دکھائی جائیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے بعد خلیفہ ابو بکر ہیں اور اُن کے بعد عمر"

تو ہرگز تسلیم نہ کریں گے لیکن جہاں خلافت کا سرے سے کوئی ذکر ہی نہیں، وہاں خلافت کے جوڑ لگانے بیٹھ جاتے ہیں۔ جیسا کہ حدیثِ منزلت میں ان کی کارستانیاں دیکھی جاسکتی ہیں۔

حدیثِ منزلت کا پسِ منظر

حدیثِ منزلت کا پسِ منظر یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معمول تھا کہ جب بھی کسی اہم مشن پر روانگی ہوتی تو مرکز مدینہ منورہ میں انتظام و انصرام کے لیے کسی نہ کسی کو آپ بطورِ نائب مقرر کر کے جاتے، یہی معمول خلفاءِ راشدین کے دور میں رہا اور غزوۂ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کا انتخاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی تھا۔

جب حضور علیہ الصلاۃ والسلام غزوۂ تبوک کی طرف جانے لگے حضرت علی کو مدینہ

56... تفسیر قمی، ج2، ص376

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

منورہ میں خلیفہ مقرر کیا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے افسردہ ہو کر عرض کی: یارسول اللہ! آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کے جا رہے ہیں تو حضور علیہ السلام نے آپ کی دلجوئی اور جمع خاطر کے لیے فرمایا:

اے علی! کیا تم اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ تم میری طرف سے اس مرتبے پر فائز ہو جس پر حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے فائز تھے فرق صرف اتنا ہے کہ وہ (حضرت ہارون) نبی تھے اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس پسِ منظر کو ملاحظہ فرمانے کے بعد ذہن میں سوال یہ اٹھتا ہے کہ

اگر اس روایت میں حضرت علی کے لئے خلافتِ بلا فصل کا اعلان تھا تو حضرت علی کا رنجیدہ ہو کر شکوہ کرنے کا کیا مطلب ہوا؟

دوسرا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مشابہت حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت کے متعلق ہے یا نہیں ہے؟

تو جواب یہ ہے کہ چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہ بنے، ایسے ہی حضرت علی بھی آنحضور علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد خلیفہ بلا فصل نہیں ہو سکتے۔

نیز اس روایت میں خلافتِ بلا فصل کا نہ کوئی قرینہ، نہ کوئی اشارہ، نہ عبارۃ النص، نہ دلالۃ النص، نہ اشارۃ النص اور نہ اقتضاء النص موجود ہے لیکن روافض کی مجتہدانہ شان دیکھیے کہ یہاں بھی خلافت بلا فصل کا پنکچر لگا دیا۔ بلکہ اپنے زعم میں اسے چوٹی کی دلیل تصور کرنے لگے، جبکہ اس روایت سے خلافتِ بلا فصل تو دور کی بات خلافت

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

بالفصل بھی ثابت نہیں ہوتی۔

عن علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ فی قولہ ﴿لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى﴾ قال: صعد موسی وھارون الجبل فمات ھارون علیہ السلام فقالت بنو إسرائیل لموسی علیہ السلام: أنت قتلتہ. (57)

یعنی حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون (علیہما السلام) ایک پہاڑ پر چڑھے پس حضرت ہارون علیہ السلام فوت ہو گئے، تو بنی اسرائیل نے کہا کہ اے موسیٰ تم نے ان کو قتل کیا ہے۔ حیات القلوب میں یہ واقعہ مفصل موجود ہے۔ تو یہ مشابہت خلافت کے ساتھ قرار دینا انتہا درجہ تعجب انگیز ہے۔

جب حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافتِ راشدہ کے متعلق ائمہ طاہرین کی سند کے ساتھ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا واضح اور غیر مبہم ارشاد خود اہلِ تشیع کی معتبر ترین کتابوں سے دکھایا جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "أن أبا بکر یلی الخلافۃ من بعدی" یعنی میرے بعد ابو بکر خلیفہ ہیں۔ اور اہلِ تشیع کی معتبر ترین کتاب تفسیر امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ اور تفسیر صافی وغیرہ کی تصریحات پیش کی جائیں گی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد خلیفہ ابو بکر ہیں اور اُن کے بعد عمر۔ اور اہلِ تشیع کی معتبر ترین کتاب نہج البلاغہ سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ان کی خلافت کو تسلیم فرمانا، ان کے ہاتھ پر بیعت کرنا، ان کے ساتھ مشوروں میں شریک ہونا ثابت کیا جائے اور شیعوں کی معتبر ترین کتاب شافی اور تلخیص الشافی سے ائمہ طاہرین کی روایات کے ساتھ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ الکریم کا یہ ارشادِ گرامی موجود ہو کہ ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما میرے

57... تفسیر در منثور، 6/666

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

پیارے ہیں، امام الہدیٰ ہیں۔ پیشوائے وقت ہیں، ہدایت کے امام ہیں، شیخ الاسلام ہیں اور مولیٰ علی کا یہ ارشاد خود ائمہ طاہرین کی سند کے ساتھ پیش کیا جائے کہ حضور کی تمام اُمت سے افضل ابو بکر ہیں اور کتاب کافی سے یہ تصریح پیش کی جائے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ صحابہ سے افضل ہے۔

حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ مشابہت ایک وقتی طور پر بہت مناسبت ہے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام کو طور سینا پر جاتے وقت اپنے گھر چھوڑ گئے تھے۔ اسی طرح حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں تشریف لے جاتے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ شریف کی حفاظت کے لیے افسر مقرر فرما گئے تھے۔

سوال یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مشابہت حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت کے متعلق موجود ہے یا نہیں ہے؟ تو جواب یہ ہے کہ چونکہ حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہ بنے، ایسے ہی حضرت علی بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ بلا فصل نہیں ہو سکتے۔ البتہ ہم اہلِ سنت کے اصول کے مطابق حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد چوتھے خلیفہ ہیں اور شیعہ کے دعوائے خلافتِ بلا فصل کا نمونہ آپ دیکھ چکے جو کہ صرف اور صرف تصریحات کے انکار، من گھڑت اور غلط توجیہات پر اصرار کا مجموعہ ہیں جو خلافت بلا فصل کے اثبات سے قاصر ہیں اور چوتھی جگہ بھی خلافت تسلیم کرنے کے منافی گویا کلیتاً خلافتِ مرتضویہ کو ختم کرنے کے مترادف ہے۔

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک میں تشریف لے جاتے وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ شریف کی حفاظت کے لیے افسر مقرر فرما گئے تھے لیکن حیات القلوب میں مذکور باقر مجلسی کی روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مدینہ شریف میں رہنا پسند نہ فرمایا اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانا اختیار کیا اور شامل سفر ہوئے۔

اس شیعی تصریح اور شیعی عقیدۂ خلافتِ بلافصل کو سامنے رکھیں تو نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت علی کو خلیفہ بنایا تھا لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ اور خلیفہ بننے کے بجائے آپ علیہ السلام کے ساتھ جہاد میں جانے کو ترجیح دی۔

جب خلیفہ بننے کی ہی نفی ہو گئی تو بلافصل کیا اور بالفصل کیا؟ خلافتِ بلافصل ثابت کرنے نکلے تھے بالفصل کی بھی نفی کروا بیٹھے۔

اسی قسم کے دوستوں کے حق میں کہا گیا ہے: ع

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسمان کیوں ہو

تیسرا سوال یہ ہے کہ اس روایت سے یہ ثابت کرنا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بلافصل فرما رہے ہیں، کس قدر بے محل ہے۔ اس لیے کہ حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں ہی فوت ہو گئے تھے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ نہ بلافصل بنے اور نہ بالفصل۔ جیسا کہ شیعوں کے مجتہدِ اعظم ملا باقر مجلسی کی صراحت موجود ہے:

”حضرت ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ظاہری زندگی میں ہی فوت ہوئے اور یہود نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر یہ الزام لگایا کہ انہوں نے حضرت ہارون

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

علیہ السلام کو قتل کیا ہے، جس پر اللہ پاک نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی براءت نازل فرمائی، جس کا ذکر قرآنِ کریم میں ان کلمات طیبات کے ساتھ کیا گیا ہے: ﴿فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا(۶۹)﴾ [58] اللہ پاک نے موسیٰ علیہ السلام کو اس اتہام سے بری فرمایا جو کہ یہود نے ان کے متعلق باندھا تھا اور وہ اللہ پاک کے نزدیک معزز اور محترم تھے۔" [59]

یہ تو شیعہ مجتہدین کی اجتہادی شانوں کی ایک مختصر جھلک تھی، اب آیئے اصل موضوع کی طرف چلتے ہیں کہ حدیثِ منزلت ہے کیا، اور ائمہ اہلِ سنت نے اس کی کیا تشریح و توضیح فرمائی ہے۔

حدیثِ منزلت

حدثنا مسدد: حدثنا یحیی، عن شعبة، عن الحكم، عن مصعب بن سعدٍ، عن أبيه، «أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج إلى تبوك واستخلف عليا، فقال: أتخلفني في الصبيان والنساء؟ قال: ألا ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى، إلا أنه ليس نبي بعدي»

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوۂ تبوک کے لیے تشریف لے جانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ پاک میں اپنا نائب بنایا، علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں چھوڑے جا رہے ہیں؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ میرے لیے تم ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے

58... سورۃ الاحزاب، آیت: 69

59... حیات القلوب، ص 365

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

ہارون علیہ السلام تھے۔ فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ [60]

شانِ ورود

1: ابو سلیمان احمد بن محمد خطابی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 388ھ) فرماتے ہیں:

هذا إنما قاله رضي الله عنه حين خرج إلى تبوك فلم يستصحبه فقال: "تخلفني مع الذرية" فضرب له المثل باستخلاف موسى هارون على بني إسرائيل حين خرج إلى الطور ولم يرد به الخلافة بعد الموت، فإن المضروب به المثل وهو هارون كان موته قبل وفاة موسى صلوات الله عليهما وإنما كان خليفته في حياته في وقتٍ خاص، فليكن كذلك الأمر فيمن ضرب له المثل به

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان حضرت علی رضی اللہ عنہ سے غزوۂ تبوک میں جاتے وقت ارشاد فرمایا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو غزوہ میں ساتھ نہیں لے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑ کر تشریف لے جا رہے ہیں؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے موسیٰ علیہ السلام کی مثال بیان فرمائی جب انہوں نے کوہِ طور پر جاتے وقت بنی اسرائیل پر حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تھا۔

اور اس فرمان سے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے وصال کے بعد خلیفہ بنانا نہ تھا کیونکہ جن کی مثال بیان فرمائی تھی وہ حضرت ہارون علیہ السلام تھے اور ان کا وصال حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہو گیا تھا اور حضرت ہارون علیہ السلام ایک خاص وقت کے لئے موسیٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے تو جن کے لئے مثال

60... صحیح بخاری، ج6، حدیث: 4416

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

بیان کی گئی ہے ان کا معاملہ بھی ایسے ہی ہونا چاہیئے۔[61]

2: قال أبو عمر: كان هذا القول من النبي صلى الله عليه وسلم لعلي حين استخلفه على المدينة في وقت خروجه غازيا غزوة تبوك، وهذا استخلاف منه في حياته، وقد شركه في مثل هذا الاستخلاف غيره ممن لا يدعي له أحد خلافةً؛ جماعة قد ذكرهم أهل السير، وقد ذكرناهم في كتاب الصحابة، وليس في استخلافه حين قال له ذلك القول دليل على أنه خليفة بعد موته. والله أعلم

ابو عمر بن عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ بات اس وقت ارشاد فرمائی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک کی طرف جا رہے تھے اور اہلِ مدینہ پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنا نائب خلیفہ بنایا تھا اور یہ خلیفہ بنانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے اپنی ظاہری حیات میں تھا اور اس طرح کی خلافت میں اور صحابہ کرام بھی شریک ہیں جن کی خلافتِ مطلقہ کا کوئی بھی دعویدار نہیں، اہلِ تاریخ نے اس طرح کے خلفاء کی پوری ایک جماعت کا ذکر کیا ہے اور ہم نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی سیرت پر مشتمل کتاب میں ان کا ذکر کیا ہے پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان ارشاد فرما کر خلیفہ بنایا تو یہ اس بات پر دلیل نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی حضرت علی پہلے خلیفہ ہیں۔ واللہ اعلم[62]

61...اعلام الحدیث شرح صحیح البخاری، ج3، ص1637

62...التمہید لابن عبد البر، ج14، ص77

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

مختلف اشکالات کے جوابات

قاضی ابو بکر محمد بن طیب بن محمد بن جعفر بن قاسم باقلانی مالکی (المتوفی 403ھ) اس حدیث سے خلافتِ بلا فصل ثابت کرنے والوں کے مختلف حیلے اور ان کا رد کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

پہلا اشکال اور اس کا جواب

فإن قالوا ما أنكرتم أن يكون النبى صلى الله عليه وسلم نص على على عليه السلام بقوله (أنت منى بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبى بعدى) قيل لهم لا يجب ذلك لأن معنى ذلك أنى أستخلفك على أهلى وعلى المدينة إذا توجهت إلى هذه الغزوة لأنه إنما قال ذلك فى غزوة تبوك لما خلفه بالمدينة وماج أهل النفاق وأكثروا وقالوا قد أبغض عليا وقلاه وقال سعد بن أبى وقاص وهو العمدة فى روايه هذا الحديث فلحق على بالنبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله أتتركنى مع الأخلاف فقال أما ترضى أن تكون منى بمنزلة هارون من موسى إلا أنه لا نبى بعدى أى إنى لم أخلفك بغضا ولا قلى كما أن موسى لم يخلف أخاه هارون فى بنى إسرائيل لما توجه لكلام ربه بغضا ولا قلى ومما يدل على أن هذا المعنى هو الذى قصده بقوله صلى الله عليه وسلم علمنا أنه كان لهارون من موسى منازل منها أنه كان أخاه ومنها أنه كان شريكا له فى النبوة ومنها أنه خلفه فى قومه لما توجه لكلام ربه وليس منها أنه خلفه بعد موته لأن هارون مات قبل موسى بسنين كثيرة وإنما خلف موسى بعد موته يوشع بن نون فلا يجوز أن يكون النبى صلى الله عليه وسلم

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

إنما عنى بقوله (أنت منى بمنزلة هارون من موسى) أى إنك أخى لأبى وأمى ولا أنك تخلفنى بعد موتى لأن هذه منزلة لم تكن لهارون من موسى فثبت أنه إنما أراد خليفتى على أهلى وعلى المدينة عند توجهى إلى هذه الغزوة كما خلف موسى أخوه هارون فى قومه عند توجهه لكلام ربه فإن قالوا فما معنى قوله صلى الله عليه وسلم إلا أنه لا نبى بعدى وكيف يجوز أن يقول أما ترضى أن تخلفنى فى قومى وفى أيام حياتى إلا أنه لا نبى بعدى قيل لهم لم يرد بقوله بعدى بعد وفاتى وإنما أراد لا نبوة بعد نبوتى ولا معى ولا بعدى وهذا كما يقل القائل لا ناصر لك بعد فلان ولا بيان لك بعد هذا الكلام يريد أنه لا نصرة لك بعد نصرة فلان لا فى حياته ولا بعد موته وكذلك قولهم لا بيان لهم بعد هذا الكلام يريد لا بيان معه يزيد عليه ولا بعده.

اعتراض

اگر شیعہ یہ کہیں کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اس حدیث کے نص ہونے کا انکار کیوں کرتے ہو؟

جواب

ان کو یہ جواب دیا جائے گا کہ اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت (بلافصل) ثابت نہیں ہوتی کیونکہ اس فرمان کا معنٰی یہ ہے کہ جب میں غزوے میں تشریف لے جاؤں تو اے علی! تمہیں اپنے اہلِ خانہ اور اہلِ مدینہ پر نائب و خلیفہ بناتا ہوں کیونکہ یہ بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں جاتے وقت ارشاد فرمائی تھی جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینے میں خلیفہ بنایا تھا اور منافقین بہت زیادہ مضطرب

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

ہوئے اور کہنے لگے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ناپسند و مکروہ جانا ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ (جو اس روایت کے مرکزی راوی ہیں) نے فرمایا: تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے چل پڑے اور آپ سے جا ملے اور عرض کرنے لگے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا آپ مجھے پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ چھوڑ کر تشریف لے جارہے ہیں؟ تو اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے اس درجے میں ہو جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھا سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں یعنی میں تمہیں ناراضی و ناپسندیدگی کی وجہ سے پیچھے چھوڑ کر نہیں جارہا جس طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام جب رب سے ہم کلام ہونے تشریف لے گئے تو انہوں نے حضرت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل میں اپنا نائب و خلیفہ ناراضی و ناپسندیدگی کی وجہ سے نہیں بنایا تھا۔ اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیثِ پاک سے یہی معنٰی مراد لیا اس پر دلیل یہ ہے کہ ہم جانتے ہیں کہ ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے کئی طرح کا تعلق تھا:

(1) ان کا سگا بھائی ہونا

(2) نبوت میں شرکت (یعنی دونوں کا نبی ہونا)

(3) موسیٰ علیہ السلام کا رب سے ہم کلام ہونے کے لیے تشریف لے جاتے وقت ہارون علیہ السلام کو اپنی قوم میں اپنا نائب خلیفہ بنانا۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو اپنے وصال کے بعد خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا کیونکہ ہارون علیہ السلام کا وصال موسیٰ علیہ السلام سے کئی سال پہلے ہو گیا تھا اور موسیٰ علیہ السلام کے بعد یوشع بن نون علیہ السلام آپ کے خلیفہ ہوئے تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

وسلم کے اس فرمان کا یہ معنیٰ مراد لینا جائز نہیں کہ اے علی! تم میرے سگے بھائی ہو۔

اور یہ معنیٰ لینا بھی جائز نہیں کہ تم میرے وصال کے بعد میرے خلیفہ ہو کیونکہ ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد ان کا خلیفہ بننے کا مرتبہ نہ مل سکا پس ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد فقط یہی تھی کہ میرے اس غزوے میں تشریف لے جاتے وقت تم میرے اہل اور اہلِ مدینہ پر میرے نائب و خلیفہ ہو۔

جیسے موسیٰ علیہ السلام کے اللہ پاک سے ہم کلام ہونے کے لیے جاتے وقت ان کے بھائی ہارون علیہ السلام قوم پر ان کے نائب و خلیفہ ہوئے۔

دوسرا اشکال اور اس کا جواب

فإن قالوا حمل الكلام على هذا التأويل يجعله مجازًا لأن قوله لا نبى بعدى يقتضى بعد عينه وأنتم تقولون بعد نبوته ونبوته غيره قيل لهم هذا هو مفهوم الكلام الذى هو أولى به من معناه فهو إذا كان كذلك حقيقة فالمعقول منه أولى به من حمله على ما ليس من مفهومه ثم يقال لهم وأنتم أيضا قد تركتم الظاهر وحملتم الكلام على المجاز لأنكم تزعمون أنه أراد بقوله لا نبى بعدى أى بعد موتى وموت النبى صلى الله عليه وسلم غيره كما أن حركته وسكونه ولونه غيره وأنتم بمنزلة من قال لا نبى بعد حركتى وصفة من صفاتى وذلك تجوز فى الكلام.

وإذا كان لا بد من ترك الظاهر فتركه إلى المعقول من معناه من استعمال أهل اللغة أولى.

اعتراض

اگر شیعہ یہ سوال کریں کہ پھر اس فرمان کا کیا معنیٰ ہو گا کہ "مگر میرے بعد

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

کوئی نبی نہیں"اور یہ کہنا کیسے جائز ہو گا کہ کیا تم اس پر راضی نہیں کہ میری قوم پر میرے خلیفہ بنو میری حیات میں مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں؟

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ حضور علیہ السلام کے فرمان "بعدی" یعنی (میرے بعد) سے مراد یہ نہیں کہ میرے وصال کے بعد بلکہ مراد یہ ہے کہ میری نبوت کے بعد (کوئی نیا نبی نہیں) نہ میرے ہوتے ہوئے اور نہ ہی میرے بعد، جس طرح کوئی کہے کہ فلاں کے بعد تیرا کوئی مددگار نہیں یا اس کلام کے بعد تجھے کسی بیان کی حاجت نہیں تو اس سے اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ فلاں کی مدد کے بعد تیرے لئے کوئی مدد نہیں نہ اس کی حیات میں اور نہ ہی اس کی موت کے بعد اسی طرح ان کا کہنا کہ اس کلام کے بعد تمہیں کسی بیان کی حاجت نہیں سے مراد یہ ہوتی ہے کہ تمہیں اس کلام کے ساتھ کسی ایسے بیان کی حاجت نہیں جو اس کلام سے زائد ہو اور نہ ہی اس کلام کے بعد کسی بیان کی حاجت ہے۔

سوال

اگر وہ کہیں کہ حدیث سے یہ معنٰی مراد لیں تو اسے مجاز بنا دے گا کیونکہ "میرے بعد کوئی نبی نہیں" یہ فرمان تو یہ تقاضا کرتا ہے کہ میری ذات کے بعد کوئی نبی نہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ اس کا معنٰی ہے کہ میری (اظہار) نبوت کے بعد (کوئی نبی نہیں) اور حضور علیہ السلام کی نبوت تو ان کا غیر ہے۔

جواب

یہ کلام کا وہ مفہوم ہے جو اس کلام کے (لغوی) معنٰی سے زیادہ بہتر ہے تو جب حقیقت

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

میں بات ایسی ہی ہے تو کلام کو اس معنٰی پر محمول کرنا جو اس کا نہ ہو اس سے بہتر ہے کہ اس کا مفہوم مراد لیا جائے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کہ تم نے بھی تو ظاہری معنٰی مراد نہیں لیا اور اس فرمان سے مجازی معنٰی مراد لیا ہے کیونکہ تمہارے گمان میں بھی لا نبی بعدی سے مراد یہ ہے کہ میری وفات کے بعد کوئی نبی نہیں اور وفات بھی تو نبی کا غیر ہے جس طرح ان کا حرکت کرنا، سکون، رنگت وغیرہ نبی کا غیر ہیں تو تم تو اس شخص جیسے ہو جو کہے کہ اس فرمان کا معنٰی ہے "میری حرکت اور میری صفات میں سے کسی صفت کے بعد کوئی نبی نہیں" اور یہ مجازی معنٰی ہی ہے تو جب ظاہری معنٰی کو ترک کرنا ضروری ہے تو اس سے وہ معقول معنٰی مراد لینا ہی مناسب ہے جو اہلِ زبان کے استعمال کے مطابق ہو۔

تیسرا اشکال اور اس کا جواب

فإن قالوا فإذا زعمتم أن النبی صلی الله علیه وسلم أراد بهذا القول استخلافه علی أهل المدینة فهو علی ولایته إلی أن یصرفه النبی صلی الله علیه وسلم وما روی أحد صرفه قیل لهم هذا من التعالیل لأن تولی النبی صلی الله علیه وسلم للأمور والإنفاذ لها والاستبداد بالنظر فیها عند رجوعه إلی المدینة صرف له مع أنه لیس فی الأمة من یقول إن النظر والحکم والتولیة کان لعلی علیه السلام فی المدینة عند عود النبی صلی الله علیه وسلم إلیها من هذه الغزوة فلا متعلق لأحد فی هذا.

ثم یقال لهم فقد کان رسول الله صلی الله علیه وسلم ولی فی أیام حیاته عدة من الولاة علی الموسم والبلدان والأطراف وولی قضاة وحکاما منهم أبو بکر الصدیق فإنه ولاه الموسم وإقامة الحج سنة تسع من الهجرة وولی عمر صدقات

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

قریش وولی زید بن حارثة وولی أسامة بن زید عند موته الجیش الذی أنفذه أبو بکر إلی الشام وولی عمرو بن العاص وأبا عبیدہ بن الجراح فی غزوة ذات السلاسل وولی خالد بن الولید وولی معاذًا علی الیمن وولی أبا موسی الأشعری وولی عمرو بن حزم فیجب أن یکون هؤلاء علی ولایاتهم وإمرتهم وحکمهم وقضائهم لأنه لم یرو عن النبی صلی الله علیه وسلم صرف واحد منهم فإن مروا علی هذا قیل لهم فیجب أن تقولوا لیس لعلی علیه السلام ولایة علی أحد من هؤلاء وهذا خلاف دینکم وإن أبوه وقالوا لم تکن هذه الولایات مؤبدة من النبی صلی الله علیه وسلم وأنها منقطعة بموته وأن النبی صلی الله علیه وسلم تولی هذه الأحکام بنفسه بعد تولیته لمن ولاه قیل لهم مثل ذلك فی تأمیره علیا علی المدینة.

اعتراض

اگر شیعہ یہ اعتراض کریں کہ تمہارے گمان میں اس فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اہلِ مدینہ پر خلیفہ بنانا ہے تو ان کی خلافت اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک حضور علیہ الصلاۃ والسلام ان کو خلافت سے نہ ہٹائیں اور کسی نے بھی ان کو خلافت سے ہٹانے کی روایت نقل نہیں کی۔

جواب

یہ حکم تعالیل کی قسم سے ہے (یعنی ان احکام میں سے ہے جن میں علت کے ختم ہونے سے حکم بھی ختم ہو جاتا ہے) کیونکہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ واپس تشریف لانے کے بعد امور کو خود انجام دینا اور نافذ کرنا اور مسلسل ان کی دیکھ بھال کرتے

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

رہنے کا فعل ہی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلافت سے ہٹانا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ امت میں کوئی بھی اس بات کا قائل نہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اس غزوے سے مدینہ واپسی کے بعد بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینے میں امور کی دیکھ بھال، حکم دینا، اور ان کی تولیت کا منصب حاصل تھا۔

پھر ان کو دوسرا جواب یہ دیا جائے گا کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی حیاتِ ظاہری میں کئی امورِ حج، شہروں اور اطراف پر متولی مقرر کئے تھے اور قاضی اور حکام مقرر کئے تھے جن میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو نو (9) ہجری میں موسمِ حج اور اقامتِ حج پر مقرر فرمایا اور اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو صدقاتِ قریش پر مقرر فرمایا اور حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ اور اپنے وصال کے وقت حضرت اسامہ بن زید کو اس لشکر پر مقرر فرمایا جسے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے شام روانہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص اور ابو عبیدہ بن جراح کو غزوہ ذات السلاسل پر مقرر فرمایا اور حضرت خالد بن ولید کو مقرر فرمایا اور حضرت معاذ کو یمن پر مقرر فرمایا اور حضرت ابو موسیٰ اشعری اور عمرو بن حزم کو مقرر فرمایا۔ پس ضروری ہے کہ یہ حضرات بھی اپنی ولایت، امارت، حکم اور قضاء کے منصب پر بر قرار رہیں کیونکہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی ایک کو بھی اس کے منصب سے ہٹانا مروی نہیں ہے پس اگر یہ حضرات اپنے اپنے منصب پر بر قرار ہیں تو پھر تمہیں یہ کہنا پڑے گا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان میں سے کسی ایک پر بھی ولایت حاصل نہیں اور یہ بات تمہارے اپنے دین کے خلاف ہے اور اگر وہ اس سے انکار کریں اور یہ کہہ دیں کہ نبیِ کریم علیہ السلام کی طرف سے ان حضرات کو ان کے منصب پر ہمیشہ کے لئے مقرر نہیں کیا گیا تھا بلکہ نبیِ کریم

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال سے ان حضرات کے منصب بھی منقطع ہو گئے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کو منصب عطا فرمانے کے بعد خود ان احکام پر متولی ہو گئے تھے تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ منورہ پر امیر بنانے کے بارے میں شیعہ کو یہی جواب دیا جائے گا۔(63)

علمائے اہلِ سنت کی نظر میں حدیثِ منزلت کا حقیقی مفہوم

(1): ابو عمر بن عبد البر النمری القرطبی (المتوفی 463ھ) فرماتے ہیں:

واحتجاج أهل الزيغ به على أنه أراد بذلك استخلافه، فقد أجابه عن ذلك أبو إسحاق المروزی رحمه الله بجواب على وجهين محتملين: أحدهما: أن هارون كان خليفة موسى فى حياته، ولم يكن على خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حياته، وإذا جاز أن يتأخر على عن خلافة رسول الله صلى الله عليه وسلم فى حياته ـ على حسب ما كان هارون خليفة موسى فى حياته ـ جاز أن يتأخر بعد موته زمانًا، ويكون غيره مقدمًا عليه، ويكون معنى الحديث القصد إلى إثبات الخلافة له كما ثبت لهارون، لا أنه استحق تعجيلها فى الوقت الذى تعجلها هارون من موسى عليهما السلام.

گمراہوں کا اس فرمانِ نبوی کو اس بات پر دلیل بنانا کہ اس فرمان سے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافتِ مطلقہ مراد لی ہے۔ امام ابو اسحاق مروزی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے استدلال کے دو محتمل جواب دیئے ہیں:

(1): ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی ظاہری حیات میں خلیفہ (مطلق) ہوئے تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں خلیفہ

63... تمہید الاوائل و تلخیص الدلائل، ص 457

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

(مطلق) نہیں ہوئے تو جس طرح حضرت ہارون علیہ السلام موسٰی علیہ السلام کی ظاہری حیات میں خلیفہ ہوئے تھے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ایسی خلافت سے مؤخر ہونا ممکن ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی ایک عرصے تک خلافت سے مؤخر ہونا اور کسی اور کا ان سے پہلے خلیفہ ہونا ممکن ہے پس حدیثِ پاک کا مقصد حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے لئے فقط خلافت ثابت کرنا ہو گا جیسے حضرت ہارون علیہ السلام کے لئے ثابت ہے نہ یہ کہ جیسے ہارون علیہ السلام پہلے خلیفہ ہوئے تھے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خلافت میں پہل کے مستحق ہیں۔

والوجه الآخر: أن هذا الكلام إنما خرج من النبي صلى الله عليه وسلم في تفضيل علي ومعرفة حقه لا في الإمامة؛ لأنه ليس كل من وجب حقه وصار مفضلًا استحق الإمامة؛ لأن هارون مات قبل موسى بزمان، واستخلف موسى بعده يوشع بن نون، فهارون إنما كان خليفة موسى في حياته، وقد علم أن عليا لم يكن خليفة النبي صلى الله عليه وسلم في حياته، ولم يكن هارون خليفة موسى بعد موته، فيكون ذلك دليلًا على أن عليا خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم بعد موته.

(2): یہ فرمان حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کی فضلیت کے بیان اور ان کے حق کی معرفت کے بارے ارشاد فرمایا ہے نہ کہ (مطلق) خلافت کے متعلق کیونکہ ہر وہ شخص جس کا حق ثابت ہو اور وہ صاحبِ فضیلت ہو جائے تو وہ خلافت کا مستحق نہیں ہو جاتا کیونکہ ہارون علیہ السلام تو موسیٰ علیہ السلام سے کافی عرصہ پہلے وصال فرما گئے تھے اور موسٰی علیہ السلام نے اپنے بعد حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا تھا پس ہارون علیہ السلام فقط حضرت موسٰی علیہ السلام کی ظاہری حیات میں ہی ان کے

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

خلیفہ ہوئے تھے اور یہ بات معلوم ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں خلیفہ نہیں بنے اور ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ نہیں بنے کہ یہ اس بات پر دلیل بنتی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ان کے خلیفہ ہیں۔ (64)

(2): ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض (المتوفی 544ھ) فرماتے ہیں:

وهذا الحديث بكل حال لا حجة فيه لأحد منهم، بل فيه من فضائل على ومنزلته ما لا يحط من منزلة غيره، وليس فى قوله هذا دليل على استخلافه بعده؛ لأنه إنما قال له حين استخلفه على المدينة فى غزوة تبوك، فقال له ذلك [لا] لاستخلافه بعده، بدليل أن هارون الذى يستشهد به لم يكن خليفة بعد موسى، وإنما مات فى حياته، وقبل موت موسى بنحو أربعين سنة على ما قال أهل الخبر، إنما استخلفه موسى حين ذهب لمناجاة ربه فقال له: {اخلفنى فى قومى} كما نص الله تعالى.

وقوله: "غير أنه لا نبى بعدى" معناه - والله أعلم - لما ذكر قوله: "أنت منى بمنزلة هارون من موسى": يريد فى تقديمه على من يخلفه، استثنى من حال هارون بعض صفاته وهى النبوة، لأن هارون كان نبياً، وقد أعلم النبى عليه الصلاة والسلام أنه لا نبى بعده، ومعناه منذ بعث، أى بعد مبعثه انقطعت النبوة فلا نبى حتى تقوم الساعة.

یہ حدیث کسی حال میں بھی کسی کے لئے بھی (خلافتِ بلا فصل پر) حجت نہیں ہے بلکہ اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ایسے فضائل اور مقام و مرتبے کا بیان ہے جو کسی اور کے مقام و مرتبے کو کم نہیں کرتا اور اس فرمان میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

64... التمہید لابن عبد البر، ج14، ص77

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے کیونکہ یہ فرمان آپ نے غزوۂ تبوک میں جاتے وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینے میں اپنا نائب خلیفہ بناتے وقت ارشاد فرمایا تھا اپنے وصال کے بعد خلیفہ بنانے کے لئے ارشاد نہیں فرمایا تھا۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ہارون علیہ السلام جن کو خلافت پر دلیل بنایا جا رہا ہے وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہیں ہوئے بلکہ تاریخ دانوں کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کی حیاتِ ظاہری میں ہی ان سے تقریباً چالیس سال پہلے وصال فرما گئے۔ جب موسیٰ علیہ السلام اللہ پاک سے مناجات کے لئے گئے تو اس وقت آپ نے ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور ان سے فرمایا: اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ میری قوم پر میرے نائب رہنا۔ [65] جیسا کہ اللہ نے بیان فرمایا۔

"لا نبی بعدی" کا معنیٰ: جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ تم مجھ سے اس درجے پر ہو جس پر ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے تھے تو اس سے آپ کی مراد پیچھے رہ جانے والوں پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت میں مقدم کرنا تھا اور ہارون علیہ السلام کے حال سے ان کی بعض صفات یعنی صفتِ نبوت کو مستثنیٰ فرمادیا کیونکہ ہارون علیہ السلام نبی تھے اور نبیِ کریم علیہ السلام نے بتادیا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں یعنی جب سے میں مبعوث ہوا یعنی میرے مبعوث ہونے کے بعد نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے تو قیامت تک کوئی (نیا) نبی نہیں ہو گا۔ [66]

(3): جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد المعروف ابن جوزی رحمۃ

65...الاعراف:142

66...اکمال المعلم بفوائد مسلم، ج7، ص412

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

اللہ علیہ (المتوفی 597ھ) فرماتے ہیں:

لما شبهه فی تخليفه إياه بهارون حين خلفه موسى، خاف أن يتأول متأول فيدعى النبوة لعلى عليه السلام، فقال: غير أنه لا نبی بعدی وإنما كانت خلافة هارون فی وقت خاص فی حياة موسى.

جب نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے میں ہارون علیہ السلام سے تشبیہ دی جب موسیٰ علیہ السلام نے انہیں خلیفہ بنایا تھا تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ کوئی معنیٰ گھڑنے والا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نبوت کا دعویٰ نہ کر دے تو آپ نے ارشاد فرمایا: مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں اور ہارون علیہ السلام کی خلافت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں ایک مخصوص وقت کے لئے تھی۔(67)

(4): ابو عباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی (المتوفی 656ھ):

ولما صعب على على رضی الله عنه تخلفه عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وشق عليه، سكنه النبی صلى الله عليه وسلم وآنسه بقوله: أما ترضى أن تكون منی بمنزلة هارون من موسى؟ وذلك: أن موسى عليه السلام لما عزم على الذهاب لما وعده الله به من المناجاة قال لهارون: {اخلفنی فی قومی وأصلح}

وقد استدل بهذا الحديث الروافض، والإمامية، وسائر فرق الشيعة: على أن النبی صلى الله عليه وسلم استخلف عليًا رضی الله عنه على جميع الأمة وعلى الجملة فلا حجة لأحدٍ منهم فی هذا الحديث، فإن النبی صلى الله عليه وسلم إنما استنابه فی أمر خاص وفی وقت خاص، كما استناب موسى هارون عليهما السلام فی وقت خاص، فلما

67... کشف المشکل من حدیث الصحیحین، ج1، ص236

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

رجع موسى عليه السلام من مناجاته، عاد هارون إلى أول حالاته، على أنه قد كان هارون شرك مع موسى فی أصل الرسالة، فلا تكون لهم فيما راموه دلالة. وغاية هذا الحديث أن يدل على أن النبی صلى الله عليه وسلم إنما استخلف عليًا رضى الله عنه على المدينة فقط، فلما رجع النبی صلى الله عليه وسلم من تبوك قعد مقعده، وعاد على رضى الله عنه إلى ما كان عليه قبل- وهذا كما استخلف رسول الله صلى الله عليه وسلم على المدينة ابن أم مكتوم وغيره، ولا يلزم من ذلك استخلافه دائمًا بالاتفاق.

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ پر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانا مشکل و دشوار ہوا تو نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے اس فرمان سے تسلی دی اور انسیت دلائی کہ ''کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے اس درجے پر ہو جس پر ہارون علیہ السلام موسٰی علیہ السلام سے تھے'' اور یہ اس لئے فرمایا کہ جب موسٰی علیہ السلام نے اللہ پاک سے اس کے وعدہ کے مطابق مناجات کے لئے جانے کا ارادہ فرمایا تو ہارون علیہ السلام سے فرمایا: اخْلُفْنِیْ فِیْ قَوْمِیْ وَ اَصْلِحْ میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا۔(68)

راوفض، امامیہ اور شیعہ کے تمام فرقوں نے اس حدیث پاک سے استدلال کیا ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پوری امت پر خلیفہ مقرر فرمایا ہے۔ بہر حال خلاصہ یہ ہے کہ اس حدیث میں ان میں سے کسی کے لئے کوئی دلیل موجود نہیں ہے کیونکہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک خاص امر میں خاص وقت کے لئے نائب بنایا تھا جس طرح موسٰی علیہ السلام نے حضرت ہارون علیہ السلام کو ایک مخصوص وقت کے لئے اپنا نائب بنایا تھا تو جب موسٰی علیہ

68...الاعراف:142

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

السلام رب سے مناجات کے بعد واپس لوٹے تو ہارون علیہ السلام بھی اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ آئے باوجود اس کے کہ ہارون علیہ السلام اصل رسالت میں موسٰی علیہ السلام کے ساتھ شریک تھے۔ تو گمراہ فرقے جو بات مراد لے رہے ہیں ان کے لئے اس پر کوئی دلیل موجود نہیں ہے زیادہ سے زیادہ یہ حدیثِ پاک اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فقط مدینہ شریف پر خلیفہ مقرر کیا ہے تو جب نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم غزوۂ تبوک سے واپس تشریف لائے تو اپنے منصب پر دوبارہ جلوہ گر ہو گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنی اسی حالت پر واپس آ گئے جس پر پہلے تھے۔ یہ نائب بنانا ایسا ہی ہے جس طرح نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابنِ امِّ مکتوم اور دیگر صحابہ کرام علیہم الرضوان کو اپنا نائب بنایا اور اس سے بالاتفاق ان کو ہمیشہ کے لئے خلیفہ بنانا لازم نہیں آتا۔[69]

(5):شہاب الدین ابو عبد اللہ فضل اللہ بن حسن بن حسین بن یوسف التوربشتی (التوفی 661ھ):

قلت: كان هذا القول من النبى صلى الله عليه وسلم مخرجه إلى غزوة تبوك، وقد خلف عليا۔ رضى الله عنه على أهله، وأمره بالإقامة فيهم، فأرجف به المنافقون وقالوا: ما خلفه إلا استثقالا له وتخففا منه، فلما سمع به على۔ رضى الله عنه أخذ سلاحه ثم خرج حتى أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو نازل بالجرف، فقال: يا رسول الله، زعم المنافقون أنك إنما خلفتنى تستثقلنى وتخفف منى، فقال: كذبوا، إنما خلفتك لما تركت وراءى، فارجع فاخلفنى فى أهلى وأهلك، أما ترضى يا على، أن

69...المفهم لما اشكل من تلخيص كتاب مسلم، ج6، ص272

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

تکون منی بمنزلة هارون من موسى) تأول قول الله ـ سبحانه ـ: {وقال موسى لأخيه هارون اخلفني في قومي} والمستدل بهذا الحديث على أن الخلافة كانت بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم إلى على قول زائغ عن منهج الصواب، فإن الخلافة في الأهل في حياته لا تقتضي الخلافة في الأمة بعد الممات، والمقايسة التي تمسكوا بها تنقض عليهم بموت هارون قبل موسى ـ عليهما السلام وإنما يستدل بهذا الحديث على قرب منزلته واختصاصه بالمؤاخاة من قبل رسول الله صلى الله عليه وسلم.

میں کہتا ہوں: یہ فرمان نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں جاتے وقت ارشاد فرمایا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل پر خلیفہ بنایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان میں رہنے کا حکم ارشاد فرمایا تھا تو منافقین نے ان پر یہ الزام لگایا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم ان کو ناگوار اور ہلکا سمجھتے ہوئے ان کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب منافقین کی یہ بات سنی تو اپنا ہتھیار اُٹھا کر نکل پڑے اور جرف کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملے اور عرض کی یارسول اللہ! منافقین کا گمان ہے کہ آپ نے مجھے بوجھ سمجھتے ہوئے اور مجھ سے پیچھا چھڑانے کے لئے مجھے پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ فرمایا: وہ جھوٹ کہتے ہیں۔ جب میں نے تمہیں اپنے پیچھے چھوڑا ہے تو اپنا نائب بنا کر چھوڑا ہے واپس لوٹ جاؤ تم میرے اور اپنے اہل میں میرے نائب خلیفہ ہو جاؤ اے علی! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم مجھ سے اس درجے میں ہو جس میں ہارون علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے تھے؟ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اس فرمان میں اللہ پاک کا یہ فرمان مراد لیا: قَالَ مُوْسٰى لِاَخِيْهِ هٰرُوْنَ اخْلُفْنِيْ فِيْ قَوْمِيْ وَ اَصْلِحْ موسیٰ نے اپنے بھائی

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

ہارون سے کہا: میری قوم پر میرے نائب رہنا اور اصلاح کرنا۔[70]

اس حدیث سے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت کرنے والے کی بات راہِ راست سے ہٹی ہوئی ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ان کے اہلِ خانہ پر خلیفہ ہونا آپ علیہ السلام کے وصال کے بعد پوری امت پر خلیفہ ہونے کا تقاضا نہیں کرتا جس قیاس کو شیعہ دلیل بنارہے ہیں وہ ہارون علیہ السلام کے موسیٰ علیہ السلام سے پہلے وصال فرمانے سے ٹوٹ جاتا ہے، ہاں اس حدیث سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بارگاہِ رسالت میں قرب و مقام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے مواخات (بھائی بنانے) کی خصوصیت پر استدلال کیا جاسکتا ہے۔[71]

(6): ابوزکریا محی الدین یحیی بن شرف النووی (المتوفی 676ھ):

هذا الحديث لاحجة فيه لأحد منهم بل فيه إثبات فضيلة لعلي ولا تعرض فيه لكونه أفضل من غيره أو مثله وليس فيه دلالة لاستخلافه بعده لأن النبي صلى الله عليه وسلم إنما قال هذا لعلي حين استخلفه في المدينة في غزوة تبوك ويؤيد هذا أن هارون المشبه به لم يكن خليفة بعد موسى بل توفي في حياة موسى وقبل وفاة موسى بنحو أربعين سنة على ما هو مشهور عند أهل الأخبار والقصص قالوا وإنما استخلفه حين ذهب لميقات ربه للمناجاة والله أعلم.

اس حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافتِ بلافصل ثابت کرنے والوں کے لیے کوئی دلیل موجود نہیں بلکہ اس میں فقط حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا اِثبات

70...الاعراف: 142

71...المیسر فی شرح مصابیح السنۃ للتوربشتی، ج4، ص1325

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

ہے اور کسی سے افضل یا برابر ہونا بیان نہیں کیا گیا اور اس میں نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خلیفہ بنانے پر کوئی دلیل موجود نہیں کیونکہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں جاتے وقت جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں اپنا نائب خلیفہ مقرر فرمایا تو اس وقت یہ بات ان سے ارشاد فرمائی تھی اور اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ ہارون علیہ السلام جن سے مولا علی رضی اللہ عنہ کو تشبیہ دی گئی ہے وہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد خلیفہ نہیں ہوئے بلکہ تاریخ دانوں کے مشہور قول کے مطابق ان کا وصال موسیٰ علیہ السلام کی حیات میں ان سے چالیس سال پہلے ہو گیا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فقط اللہ سے ہم کلام ہونے کے لیے جاتے وقت ان کو اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ واللہ اعلم (72)

(7): حسین بن محمود بن حسن مظہر الدین زیدانی الکوفی (المتوفی 727ھ):

فالذي يستدل بهذا الحديث على أن الخلافة بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت لعليٍ رضي الله عنه فاستدلاله بذلك غير صواب؛ لأن الخلافة الجزئية في حياته لا تدل على الخلافة الكلية بعد وفاته صلى الله عليه وسلم، بل إنما يستدل على قربه واختصاصه بما لا يباشر إلا بنفسه صلى الله عليه وسلم، وإنما اختص بذلك؛ لأنه يكون بينه وبين رسول الله صلى الله عليه وسلم طرفان: القرابة والصحبة، فلهذا اختاره بذلك دون غيره، والله أعلم.

تو جس نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے تھی اس کا یہ استدلال درست نہیں کیونکہ

72… شرح النووی علی مسلم، ج15، ص174

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں جزوی خلافت آپ کے وصال کے بعد کلی خلافت پر دلیل نہیں بلکہ اس حدیث سے مولا علی رضی اللہ عنہ کے قرب اور اس خاصے پر استدلال کیا جاسکتا ہے کہ جو کام حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود کیا کرتے تھے، اس کے لئے مولا علی رضی اللہ عنہ کو خاص کیا ہے کیونکہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دو نسبتیں حاصل تھیں۔ ایک قرابت اور دوسری صحبت ۔اس لئے اس کام (اپنے اہلِ خانہ اور اہلِ مدینہ پر خلیفہ بنانے) کے لئے کسی اور کے علاوہ انہیں خاص فرمایا۔ واللہ اعلم (73)

(8): ابو محمد محمود بن احمد المعروف بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 855ھ):

قوله: (أنت)، مبتدأ، (ومنى) خبره، ومتعلق الخبر خاص، وكلمة: منى، هذه تسمى: بمن، الاتصالية ومعناه: أنت متصل بى، وليس المراد به اتصاله من جهة النبوة، بل من جهة العلم والقرب والنسب، وكان أب النبى صلى الله عليه وسلم شقيق أبى على، رضى الله تعالى عنه، وكذلك الكلام فى قوله: (وأنا منك) وفى حديث آخر: (أنت منى بمنزلة هارون من موسى) ومعناه: أنت متصل بى ونازل منى منزلة هارون من موسى، وفيه تشبيه، ووجه التشبيه مبهم، وبينه وبقوله: إلا أنه لا نبى بعدى، يعنى: أن اتصاله ليس من جهة النبوة، فبقى الاتصال من جهة الخلافة، لأنها تلى النبوة فى المرتبة، ثم أنها، إما أن تكون فى حياته أو بعد مماته، فخرج بعد مماته لأن هارون مات قبل موسى، عليهما السلام، فتبين أن يكون فى حياته عند مسيره إلى غزوة تبوك، لأن هذا القول من النبى صلى الله عليه وسلم كان مخرجه إلى غزوة تبوك، وقد خلف عليا على أهله وأمره بالإقامة فيهم.

73...المفاتیح فی شرح المصابیح، ج6، ص312

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

شارح بخاری علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث "أنت منی وأنا منك" (اے علی)! "تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں" کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: انت مبتدا اور منی اس کی خبر ہے اور خبر کا متعلَّق خاص ہے اور کلمہ منی میں جو من ہے اسے من اتصالیہ کہتے ہیں اور اس فرمان کا معنٰی ہو گا: "تم مجھ سے متصل ہو" اور اس اتصال سے نبوت کی جہت سے اتصال مراد نہیں بلکہ علم، قرب اور نسب کی جہت سے اتصال مراد ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے والد کے سگے بھائی تھے اور اس حدیث میں انا منك اور (أنت منی بمنزلة هارون من موسى) کی ترکیب بھی یہی ہے اور اس حدیث کا معنٰی ہے: تم مجھ سے متصل ہو اور مجھ سے اس مرتبے میں ہو جس میں ہارون علیہ السلام موسٰی علیہ السلام سے تھے، اس حدیث میں تشبیہ دی گئی ہے اور وجہ تشبیہ مبہم ہے جسے اس فرمان "مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں" سے واضح فرمایا ہے یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اتصال نبوت کے اعتبار سے نہیں ہے پس خلافت کی جانب سے اتصال باقی رہا کیونکہ وہ مرتبے میں نبوت سے قریب ہے پھر یہ خلافت یا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں ہو گی یا بعدِ وصال، پس بعدِ وصال والی خلافت تو نکل گئی کیونکہ حضرت ہارون حضرت موسٰی علیہ السلام سے پہلے وصال فرما گئے تھے پس واضح ہو گیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں غزوۂ تبوک کی طرف سفر کے وقت تھی کیونکہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمان غزوۂ تبوک کی طرف جاتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے اہل اور ان کے معاملات کو ان میں رہ کر حل کرنے کے لئے اپنا نائب خلیفہ بنایا تھا۔[74]

74... عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج16، ص214

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

معناه أن تكون خليفة عني في سفري هذا بمنزلة استخلاف موسى أخاه هارون عليه السلام، على بني إسرائيل حين توجه إلى الطور.

اس فرمان کا معنیٰ یہ ہے کہ تم میرے اس سفر کے دوران میرے نائب و خلیفہ ہو جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور کی طرف جاتے وقت ہارون علیہ السلام کو بنی اسرائیل پر اپنا خلیفہ بنایا تھا۔[75]

(9):ابو عباس شہاب الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک القسطلانی (المتوفی 923ھ):

استدل به الشيعة على أن الخلافة لعلي رضي الله عنه بعده صلى الله عليه وسلم ورد بأن الخلافة في الأهل في الحياة لا تقتضي الخلافة في الأمة بعد الوفاة مع أن القياس ينتقض بموت هارون المقيس عليه قبل موت موسى وإنما كان خليفته في حياته في أمر خاص فكذلك هاهنا وإنما خصه بهذه الخلافة الجزئية دون غيره لمكان القرابة فكان استخلافه في الأهل أولى من غيره.

شیعہ نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ثابت ہے ان کے اس استدلال کا جواب یوں دیا گیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی حیاتِ ظاہری میں اپنے اہل پر خلیفہ بنانا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد امت پر خلیفہ ہونے کا تقاضا نہیں کرتا جبکہ یہ قیاس ہارون علیہ السلام جن پر قیاس کیا گیا ہے کے موسٰی علیہ السلام سے پہلے وصال فرمانے سے ٹوٹ جاتا ہے اور ہارون علیہ السلام موسٰی علیہ السلام کی حیاتِ ظاہری میں صرف ایک خاص

75...عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری، ج16، ص48

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

امر میں خلیفہ تھے اسی طرح یہاں بھی ایسا ہی ہے نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور کے علاوہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہی اس خلافتِ جزیہ کے ساتھ خاص اس لئے فرمایا کیونکہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ دار تھے اس لئے اپنے اہلِ خانہ پر کسی اور کے بجائے آپ کو خلیفہ بنانا زیادہ بہتر تھا۔(76)

(10): علامہ نور الدین علی بن سلطان محمد المعروف ملا علی قاری:

وخلاصته أن الخلافة الجزئية في حياته لا تدل على الخلافة الكلية بعد مماته، لا سيما وقد عزل عن تلك الخلافة برجوعه صلى الله عليه وسلم إلى المدينة.

خلاصہ یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات میں جزوی خلافت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد خلافتِ کلیہ پر دلالت نہیں کرتی بالخصوص جبکہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ واپس تشریف آوری کے سبب سے آپ رضی اللہ عنہ خلافت سے خود بخود معزول ہو گئے تھے۔(77)

سیدی اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کا نظریہ

امیر المومنین نے عرض کی: یارسول اللہ! حضور مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں۔ فرمایا: «أما ترضى أن تكون مني بمنزلة هارون من موسى غير أنه لا نبي بعدي» یعنی کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم یہاں میری نیابت میں ایسے رہو جیسے موسیٰ علیہ السلام جب اپنے رب سے کلام کے لیے حاضر ہوئے ہارون علیہ السلام کو اپنی نیابت میں چھوڑ گئے تھے ہاں یہ فرق ہے کہ ہارون نبی تھے میں جب سے نبی ہوا دوسرے کے لیے نبوت نہیں۔

76...ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری، ج6، ص117

77...مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح، ج9، ص3932

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

مسند و مستدرک میں حدیث ابن عباس یوں ہے: ألا ترضی أن تکون بمنزلة هارون من موسی إلا أنك لست بنبی کیا تم راضی نہیں کہ بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے مگر یہ کہ تم نبی نہیں۔ حضرت اسماء کی حدیث اس طرح ہے: «قالت: هبط جبریل علی النبی، فقال: یا محمد! إن ربك یقرئك السلام، ویقول لك علی منك بمنزلة هارون من موسی لکن لا نبی بعدك» جبریل امین علیہ السلام نے حاضر ہو کر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی: حضور کا رب حضور کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے علی رضی اللہ عنہ تمہاری نیابت میں ایسا ہے جیسا موسیٰ کے لیے ہارون، مگر تمہارے بعد کوئی نبی نہیں صلی اللہ تعالی علیك و بارك وسلم۔

مسند امام احمد میں حدیث امیر معاویہ سے یوں ہے: کسی نے ان سے ایک مسئلہ پوچھا، فرمایا:

"سل عنها علی بن أبی طالب فهو أعلم" یعنی مولا علی سے پوچھو وہ اعلم ہیں، سائل نے کہا: یا امیر المومنین! مجھے آپ کا جواب ان کے جواب سے زیادہ محبوب ہے، فرمایا:

بئسما قلت لقد کرهت رجلا کان رسول الله لا یعره بالعلم عزا، ولقد قال له أنت منی بمنزلة هارون من موسی إلا أنه لا نبی بعدی وکان عمر إذا أشکل علیه شیء أخذ منه.

تو نے سخت بری بات کہی، ایسے کو ناپسند کیا جس کے علم کی نبیِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم عزت فرماتے تھے، اور بے شک حضور نے ان سے کہا، تجھے مجھ سے وہ نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، امیر المومنین حضرت

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

عمر رضی اللہ عنہ کو جب کسی بات میں شبہ پڑتا، ان سے رجوع کرتے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

اس کے امثال سے حضرات خلفائے ثلاثہ پر امیر المؤمنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی تفضیل کا وہم نہیں ہو سکتا۔ علماء فرماتے ہیں: ابو بکر صدیق، صدیقِ اکبر ہیں اور علی مرتضٰی صدیقِ اصغر، صدیقِ اکبر کا مقام اعلیٰ، صدیقیت سے بلند و بالا ہے، نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں ہے:

أما تخصيص أبي بكر فلانه الصديق الأكبر، الذي سبق الناس كلهم لتصديقه، ولم يصدر منه غيره قط، وكذا علي كرم الله تعالى وجهه فإنه يسمى الصديق الأصغر الذي لم يتلبس بكفر قط، ولم يسجد لغير الله مع صغره، وكون أبيه على غير الملة، ولذا خص بقول علي كرم الله تعالى وجهه.

لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ کی تخصیص اس لیے کہ وہ صدیقِ اکبر ہیں، جو تمام لوگوں میں آگے ہیں کیوں کہ انہوں نے جو حضور علیہ السلام کی تصدیق کی، وہ کسی کو حاصل نہیں۔ اور یوں ہی علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا نام صدیقِ اصغر ہے جو ہرگز کفر سے متلبس نہ ہوئے اور نہ ہی انہوں نے غیر اللہ کو سجدہ کیا باوجود یہ کہ وہ نابالغ تھے اور ان کے والد ملتِ اسلامیہ پر نہ تھے، اسی وجہ سے انہوں نے علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے قول کو خاص طور پر لیا۔

حضرت خاتم الولایۃ المحمدیۃ فی زمانہ بحر الحقائق ولسان القوم بجنانہ، وبیانہ سیدی شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نفعنا اللہ فی الدارین بفیضانہ فتوحات مکیہ شریفہ میں فرماتے ہیں:

فلو فقد النبي صلى الله عليه وسلم في ذلك الموطن وحضره أبو بكر لقام في ذلك

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

المقام الذی أقیم فیه رسول اللہ،لأنه لیس ثم أعلی منه یحجبه عن ذلك فهو صادق ذلك الوقت وحکیمه وما سواه تحت حکمه (ثم قال): وهذا المقام الذی أثبتناه بین الصدیقیة ونبوة التشریع الذی هو مقام القربة، وهو للافراد هو دون النبوة التشریع، وفوق الصدیقیة فی المنزلة عند اللہ والمشار إلیه بالسر الذی وقر فی صدر أبی بکر ففضل به الصدیقین، إذ حصل له فی قلبه ما لیس فی شرط الصدیقیة ولا من لوازمها فلیس بین أبی بکر و بین رسول اللہ رجل لأنه صاحب الصدیقیة وصاحب سر.

یعنی اگر حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس موطن میں تشریف نہ رکھتے ہوں اور صدیقِ اکبر حاضر ہوں تو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقام پر صدیقِ اکبر قیام کریں گے کہ وہاں صدیق سے اعلیٰ کوئی نہیں جو انہیں اس سے روکے، وہ اس وقت کے صادق و حکیم ہیں، اور جو ان کے سوا ہیں سب ان کے زیر حکم، یہ مقام جو ہم نے ثابت کیا صدیقیت اور نبوت شریعت کے بیچ میں ہے، یہ مقام قرابت داروں کے لیے ہے، اللہ کے نزدیک نبوت شریعت سے نیچا اور صدیقیت سے مرتبے میں بالا ہے اسی کی طرف اس راز سے اشارہ ہے جو سینہ صدیق میں متمکن ہوا، جس کے باعث وہ تمام صدیقوں سے افضل قرار پائے کہ ان کے قلب میں وہ رازِ الٰہی حاصل ہوا جو نہ صدیقیت کی شرط ہے نہ اس کے لوازم سے۔ تو ابو بکر صدیق اور رسول اللہ ہی کے درمیان کوئی شخص نہیں کہ وہ تو صدیقیت والے بھی ہیں اور صاحب راز بھی ہے۔

مولا علی کی نگاہ میں مقامِ صدیق اکبر یہ تھا کہ صحیح بخاری شریف میں امام محمد بن حنفیہ صاحبزادہ امیر المومنین مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہے:

قال: قلت لأبی: أی الناس خیر بعد النبی، قال أبو بکر! قال: قلت: ثم من؟

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

قال: ثم عمر، ثم خشیت أن أقول، ثم من فیقول عثمان، فقلت ثم أنت یا أبت، فقال: ما أنا إلا رجل من المسلمین.

میں نے اپنے والدِ ماجد مولیٰ علی رضی اللہ عنہ سے عرض کی: نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب آدمیوں سے بہتر کون ہے؟ فرمایا: ابو بکر، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا: پھر عمر۔ پھر مجھے خوف ہوا کہ کہیں میں کہوں پھر کون؟ تو فرما دیں عثمان، اس لیے میں نے سبقت کر کے کہا: اے باپ میرے! پھر آپ؟ فرمایا: میں تو نہیں مگر ایک مرد مسلمانوں میں سے۔ ورواہ أیضًا ابن أبی عاصم وخشیش وأبو نعیم فی حلیۃ الأولیاء.

صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے بارے میں مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کی رائے

طبرانی "معجم اوسط" میں صلہ بن زفر سے راوی، جب امیر المؤمنین مولیٰ علی کے سامنے لوگ ابو بکر صدیق کا ذکر کرتے، امیر المؤمنین فرماتے: "السباق یذکرون السابق یذکرون والذی نفسی بیدہ ما استبقنا إلی خیر قط الا سبقنا إلیہ أبو بکر" بڑی سبقت والے کا ذکر کر رہے ہیں کمال پیشی لے جانے والے کا تذکرہ کرتے ہیں قسم اس کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جب ہم نے کسی خیر میں پیشی چاہی ہے ابو بکر ہم سب پر سبقت لے گئے ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا فرمان کہ "جو مجھے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما پر فضیلت دے گا میں اُسے مفتری کی حد اسّی 80 کوڑے لگاؤں گا۔"

ابو القاسم علی وابن ابی عاصم وابن شاہین ولالکائی سب اپنی اپنی کتاب "السنہ میں اور عشاری "فضائل صدیق" اور اصبہانی "کتاب الحجہ" اور ابن عساکر "تاریخ دمشق" میں راوی، امیر المؤمنین کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ انہیں ابو بکر و عمر (رضی اللہ عنہما) سے

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

افضل بتاتے ہیں، منبر شریف پر تشریف لے گئے، حمد و ثنائے الٰہی کے بعد فرمایا:

أیها الناس بلغنی أن أقواما یفضلونی علی أبی بکر وعمر ولو کنت تقدمت فیه لعاقبت فیه، فمن سمعته بعد هذا الیوم یقول هذا فهو، مفتر علیه حد المفتری خیر الناس بعد رسول الله أبو بکر، ثم عمر غیر الطلحی ثم أحدثنا بعدهم أحداثا یقضی الله فیها ما یشاء.

اے لوگو! مجھے خبر پہنچی کہ کچھ لوگ مجھے ابو بکر و عمر پر فضیلت دیتے ہیں، اگر میں پہلے متنبہ کر چکا ہوتا تو اب سزا دیتا، آج کے بعد جسے ایسا کہتا سنوں گا وہ مفتری ہے، اس پر مفتری کی حد آئے گی۔ رسول اللہ کے بعد سب آدمیوں سے بہتر ابو بکر ہیں، پھر عمر، پھر ان کے بعد ہم سے کچھ نئے امور واقع ہوئے کہ خدا ان میں جو چاہے گا حکم فرمائے گا۔[78]

78... فتاویٰ رضویہ، ج22، ص125 تا129، مکتبہ غوثیہ، کراچی

Www.Facebook.Com/SyedKamran786

سید کامران عطاری مدنی
کے چند مزید رسالے

1 63 حکایات و واقعات 2 تہجد گزاروں کے واقعات 3 ارشاداتِ اعلیٰ حضرت
4 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات و واقعات
5 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاویٰ رضویہ کی عبارات
6 آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم
7 لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں 8 حضرت حاتم اصم کے واقعات 9 فضائلِ درودِ پاک
10 عقلمندوں کے لیے نصیحتوں کے مدنی پھول 11 حکایاتِ احیاء العلوم
12 کثرت سے مطالعہ کرنے والے بزرگوں کے واقعات
13 علمِ غیبِ مصطفیٰ قرآنی آیات و تفاسیر کی روشنی میں
14 آیاتِ احکام ماخوذ از تفسیر صراط الجنان 15 حکایاتِ روح البیان
16 حیاتِ انبیاء پر عمدہ دلائل 17 سود کی تباہ کاریاں
18 امام اعظم کی ذہانت کے 200 واقعات 19 صفر کا مہینہ ہرگز منحوس نہیں
20 اخلاقِ مصطفیٰ قرآن کی روشنی میں 21 حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی ۱۱۱ نصیحتیں
22 شانِ ولی 23 زبان کی آفات 24 خدمتِ والدین کا صلہ 25 توسل پر عمدہ دلائل
26 عدمِ سایۂ مصطفیٰ پر عمدہ دلائل 27 قیلولہ اور سائنس 28 حفظِ قرآن کے فضائل
29 عاشقانِ رسول کی قبریں 30 امام احمد بن حنبل اور معمولاتِ اہلسنت
31 ساری کثرت پاتے یہ ہیں 32 رشوت کی تباہ کاریاں 33 احادیثِ قدسیہ کے انوار
34 تخریج احادیثِ فیضانِ سنّت 35 نابالغ بچوں کے احکام و مسائل
36 شانِ امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ 37 مختلف حکایات و واقعات

ان شاء اللہ عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

1 حدیثِ غدیر اور حدیثِ منزلت کی شرعی حیثیت
2 مسئلہ سماعِ موتی پر علمی و تحقیقی گفتگو
3 تلخیص رسالہ حیات الموات فی بیان سماع الاموات
4 تلخیص رسالہ الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلا
5 تلخیص رسالہ تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین

مکتبہ افکارِ رضا
MAKTABA AFKAR-E- RAZA

+923155322470

/FIQHIMASAIL2526

/SYEDKAMRAN786

+923169168614

/IAMKAMRANMADANI